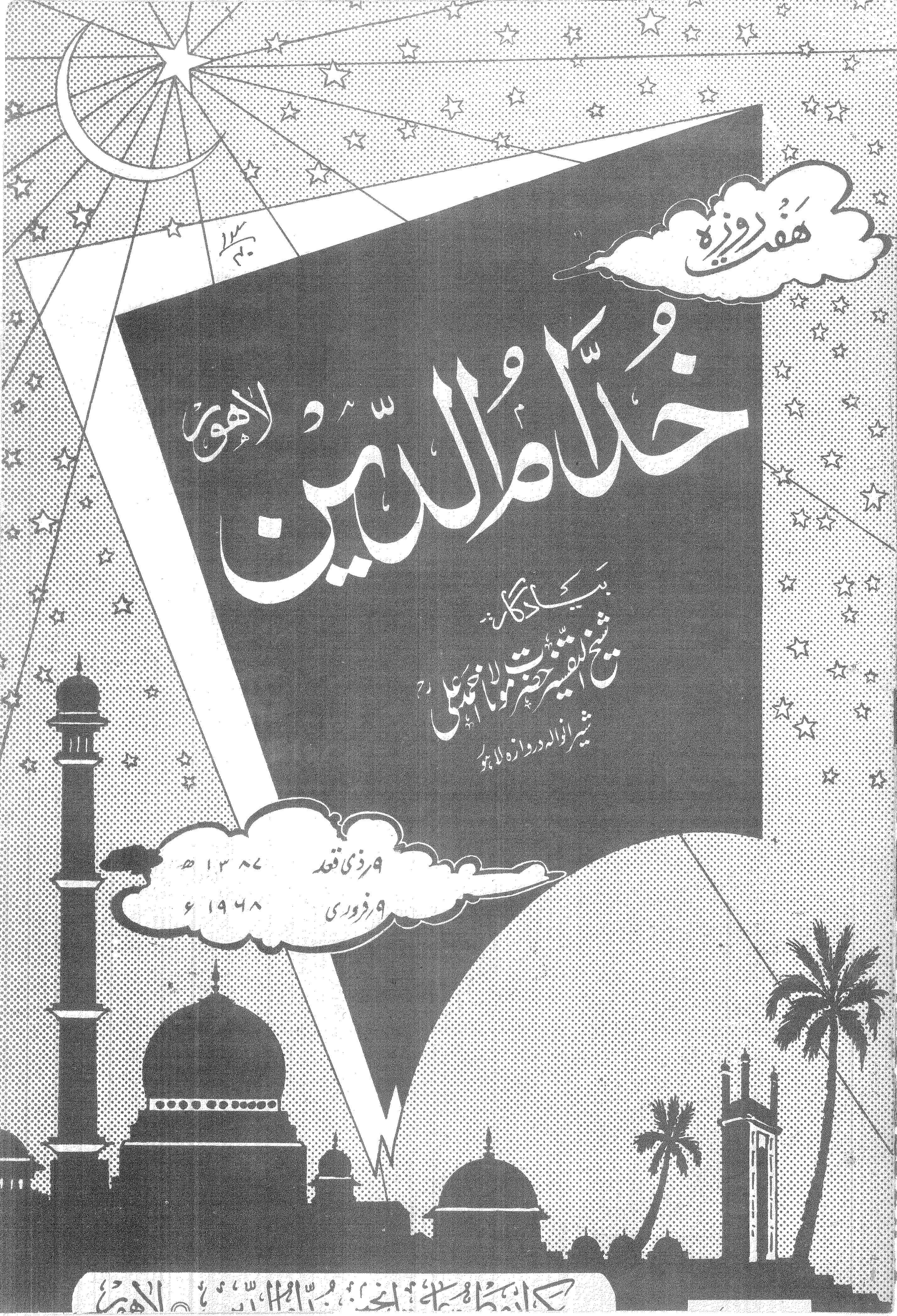


ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۹ ذی قعدہ ۱۳۸۷ھ
۹ فروری ۱۹۶۸ء

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عصر حاضر — ارشادات نبوی کے آئینے میں

ترتیب و ترجمہ: — مولانا محمد یوسف ماموں کانجن۔

حالات میں روز افزوں شدت

عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: لا یزداد الامر الا شدۃ ولا المال الا افاضۃ، ولا تقوم الساعۃ الا علی شرار خلقہ۔ رواہ الطبرانی و صححہ (در منثور ص۵۵)

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حالات میں دن بدن شدت پیدا ہوتی جائے گی۔ مال میں برابر اضافہ ہوتا جائے گا اور قیامت صرف بدترین لوگوں پر قائم ہوگی۔ (نیک لوگ یکے بعد دیگرے اٹھا لئے جائیں گے)

کیا ایسا بھی ہوگا؟

عن موسی بن ابی عیسی المدینی رحمہ اللہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف بکم اذا فسق فتیانکم و طغی نسائکم؟ قالوا: یا رسول اللہ! و ان ذالک لکائن؟ قال: نعم و اشد منہ، کیف بکم اذا لم تأمروا بالمعروف وتنھوا عن المنکر؟ قالوا: یا رسول اللہ! و ان ذالک لکائن؟ قال: نعم و اشد منہ، کیف بکم اذا رأیتم المنکر معروفاً والمعروف منکراً؟ (کتاب الرقائق لابن مبارک ص۴۴)

ترجمہ: موسی بن ابی عیسی مدینی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا۔ جب تمہارے نوجوان بدکار ہو جائیں گے اور تمہاری لڑکیاں اور عورتیں آپے سے باہر ہوں گی۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا ایسا بھی ہوگا؟ فرمایا۔ ہاں۔ اور اس سے بھی بڑھ کر اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا۔ جب نہ تم بھلائی کا حکم کروگے نہ برائی سے منع کروگے۔؟ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا ایسا بھی ہوگا؟ فرمایا۔ ہاں! اور اس سے بھی بدتر۔ اس وقت تم پر کیا گزرے گی جب تم برائی کو بھلائی اور بھلائی کو برائی سمجھنے لگوگے۔

عورتوں کی فرمانبرداری

وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتخذ الفیٔ دولاً، والامانۃ مغنماً، والزکوٰۃ مغرماً، و تعلم لغیر الدین، و اطاع الرجل امرأتہ وعق امہ، وادنی صدیقہ، واقصی اباہ، و ظھرت الاصوات فی المساجد، وساد القبیلۃ فاسقھم فکان زعیم القوم ارذلھم واکرم الرجل مخافۃ شرہ وظھرت القینات والمعازف، و شربت الخمور، ولعن اخر ھذہ الامۃ اولھا، فارتقبوا عند ذالک ریحاً حمراء و زلزلۃ و خسفاً و مسخاً و قذفاً و ایات تتابع کنظام قطع سلکہ فتتابع۔ (جامع ترمذی ص۳۲۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب مال غنیمت کو دولت، امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے۔ غیر دین کے لئے علم حاصل کیا جائے، مرد اپنی بیوی کی فرمانبرداری کرے اور اپنی ماں کی نافرمانی اپنے دوست کو قریب کرے اور باپ کو دور۔ اور مسجدوں میں آوازیں بلند ہونے لگیں، قبیلے کا بدکار ان کا سردار بن بیٹھے اور رذیل آدمی قوم کا قائد (چوہدری) بن جائے۔ آدمی کی عزت محض اس کے ظلم سے بچنے کے لئے کی جائے، گانے والی عورتیں اور گانے بجانے کا سامان عام ہو جائے، شرابیں پی جانے لگیں اور پچھلے لوگ پہلوں کو لعن طعن سے یاد کریں، اس وقت سرخ آندھی زلزلہ، زمین میں دھنس جانے، شکلیں بگڑ جانے، آسمان سے پتھر برسنے اور طرح طرح کے لگاتار عذابوں کا انتظار کرو جس طرح کسی ہار کا دھاگہ ٹوٹ جانے سے موتیوں کا تانتا بندھ جاتا ہے۔

جاہل مفتی

عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعاً ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء، حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جھالاً فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا و اضلوا (متفق علیہ مشکوٰۃ شریف ص۳۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ لوگوں کے سینے سے نکال لے بلکہ علماء کو ایک ایک کر کے اٹھاتا رہے گا۔ یہاں تک کہ جب کوئی عالم نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنا لیں گے۔ ان سے مسائل پوچھے جائیں گے وہ جانے بوجھے بغیر فتوے دیں گے۔ وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

مساجد کی بے حرمتی

عن الحسن رحمہ اللہ مرسلاً قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتی علی الناس زمان یکون حدیثھم فی مساجدھم فی امر دنیاھم فلا تجالسوھم فلیس للہ فیھم حاجۃ۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت حسن رحمہ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا، جب کہ لوگ مسجدوں میں بیٹھ کر دنیا کی باتیں کیا کریں گے۔ تم ان کے پاس نہ بیٹھنا۔ اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کی کوئی ضرورت نہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ **خدام الدین** لاہور

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۳ | ۹ ذی قعدہ ۱۳۸۷ھ مطابق ۹ فروری ۱۹۶۸ء | شمارہ ۴۰

جذبۂ حریت کا پرچم کبھی سرنگوں نہیں ہو سکتا

ویٹ نام کے حریت پرست مجاہدین نے جنہیں ویٹ کانگ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جنوبی ویٹ نام کے کئی دارالحکومتوں، ریڈیو سٹیشنوں، "ناقابلِ تسخیر" امریکی فوجی اڈوں اور مضبوط عسکری مرکزوں، چھاؤنیوں اور چوکیوں پر قبضہ کرکے ساری دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے اور ان کے تابڑ توڑ حملوں کا سلسلہ تا دمِ تحریر آنے والی خبروں کے مطابق ابھی جاری ہے اور اس کی شدت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی — ان کے جذبۂ حریت اور وطنِ عزیز کو آزاد کرانے کے عزمِ راسخ کے سامنے دنیا کی سب سے بڑی طاقت کا سنگھاسن ویٹ نام میں ڈولتا ہوا دکھائی دے رہا ہے۔ امریکی مدبرین، دانشور، فوجی مشیر و ماہرین اور صحافی سب حیران و ششدر ہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور ویٹ نام میں امریکہ کے جرنیل اور فوجی افسران اس قدر بوکھلا گئے ہیں کہ انہیں کسی بھی علاقہ کی صحیح صورتِ حال کا واضح علم نہیں۔ چنانچہ امریکی فوجی ترجمان نے اخبار نویسوں کو جو بیان دیا ہے اس میں اعتراف موجود ہے کہ اتنے بڑے پیمانہ پر ہنگامہ آرائی ہوئی ہے کہ ہمیں خود صحیح صورتِ حال کا علم نہیں۔ دارالحکومت سائیگان تاخت و تاراج ہو چکا ہے۔ اور ویٹ کانگ نے کم و بیش ۴۴ دوسرے شہروں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہے۔ جس کے نتیجہ میں امریکہ کے جھوٹے وقار کی ساری عمارت خاک پر آ رہی ہے اور ویٹ نام بھر میں کوئی جگہ ایسی نہیں جو حریت پرستوں کی دستبرد سے باہر ہو۔ آزادی کے متوالے اور اپنے مقصد کی لگن میں مست ویٹ کانگ ہر خطرے سے کھیلتے اور اپنی راہ میں حائل رکاوٹوں کو روندتے اور پھاندتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں۔ ان کے عزائم کی بلندیاں اور جذبۂ حریت کی سرمستیاں ساری دنیا کے حقِ خود ارادیت سے محروم مظلوموں کے لئے نشانِ راہ بن گئی ہیں اور اس حقیقت کی منہ بولتی تصویر ہیں کہ اگر کوئی قوم بیدار ہو جائے، اس میں اپنے مقصد کی پوری لگن ہو اور وہ قربانی کے جذبہ سے مکمل طور پر سرشار ہو کر میدان میں نکل آئے تو دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی اُس کے جذبۂ آزادی کو کچلنے پر قادر نہیں ہو سکتی۔

واقعات شاہد ہیں کہ جنوبی ویٹ نام میں ویٹ کانگ — محافظِ آزادی — نے تقریباً گیارہ بارہ سال قبل اپنی آزادی کی جد و جہد کا آغاز کیا تھا اور امریکی حکومت اور اس کے پٹھوؤں کو متنبہ کیا تھا کہ وہ ان کے وطنِ عزیز پر طاقت کے ذریعے قبضہ جمائے رکھنے کے جنون سے دستبردار ہو جائیں ورنہ محافظِ آزادی تخت یا تختہ کے اصول پر گامزن ہو کر ملک بھر میں امریکہ اور اس کے گماشتوں کی زندگیاں اجیرن کر دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ویٹ کانگ نے معمولی رائفلیں، مشین گنیں اور ہلکی توپیں سنبھالیں اور امریکہ کے جدید ترین اور مہلک ترین ہتھیاروں سے ٹکرا گئے اور پامردی و جرأت کے وہ مظاہرے کئے کہ آج ساری دنیا ان کو خراجِ تحسین و عقیدت پیش کرنے پر مجبور ہے۔ اس طویل عرصے میں امریکی فوجوں نے انہیں نیست و نابود کرنے کے زعم میں ہر حربہ آزمایا، انہیں ہر جدید اور مہلک ہتھیار کا تختۂ مشق بنایا، ان کی زیرِ زمین پناہ گاہوں، سرنگوں اور غاروں میں جلتی ہوئی زہریلی گیس چھوڑی، جراثیمی بم پھینکے، ان کی نسل تک کو مٹا دینے کے لئے نایام بموں کی بارش کر دی اور طرح طرح انسانیت سوز مظالم آزادی کے ان متوالوں پر توڑے مگر اُن کے جذبۂ حریت کو ماند نہ کر سکے —————— اور ان کے پائے استقامت میں ذرّہ برابر لغزش نہ آئی۔ اس کے برعکس امریکی حکومت کے تمام خوابوں کی تعبیریں غلط ثابت ہوئیں اور ویٹ کانگ نے اپنی تازہ سرگرمیوں اور کارناموں سے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ امریکی سامراج ان جیالے سرفروشوں کو کبھی شکست نہیں دے سکتا۔ کیونکہ ان میں نہ صرف وار سہنے کی ہمت و سکت ہے بلکہ وار کرنے اور دشمن پر ضربِ کاری لگانے کی قوت و طاقت بھی موجود ہے اور ان کا جذبۂ حریت ایک ایسا ناقابلِ تسخیر قلعہ ہے جسے دنیا کی کوئی طاقت خواہ وہ کتنی ہی عظیم، ہولناک اور ہلاکت خیز کیوں نہ ہو ہرگز سر نہیں کر سکتی۔ چنانچہ صورتِ حال کا موجودہ نقشہ غمازی کرتا ہے کہ ایک نہ ایک دن طاقت کو صداقت کے دروازے پر جھکنا ہی پڑے گا اور جذبۂ حریت کا پرچم کبھی سرنگوں نہیں ہوگا۔ اس لئے امریکہ اور دنیا کے دوسرے غاصب و جابر حکمرانوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے اور مخلوقِ خدا کو حقِ خود ارادیت سے محروم رکھنے اور طاقت کے بَل بوتے پر حکومت کرنے کی پالیسی سے باز آ جانا چاہیئے۔ وما علینا الا البلاغ۔

اعترافِ خطاء

مثالی اور قابلِ تقلید اقدام

گزشتہ شمارے میں صـ۱۱ پر قائدِ تنظیم اہلسنت پاکستان حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری مدظلہ کا اعلان "اعترافِ خطاء" کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے جس میں محترم شاہ صاحب نے نہایت فراخدلی و عالی ظرفی کے ساتھ اپنی مولانا احمد علی قدس سرہ نے تحریر فرمایا

(باقی صفحہ ۶ پر)

۲۴ر شوال المکرم ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۵ر جنوری ۱۹۶۸ء

ذکرِ الٰہی کی تلقین

از حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: —

فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ

ترجمہ: تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

بزرگانِ محترم! اللہ رب العزت کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے کہ اس نے محض اپنے فضل سے ہمیں اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ حضرت رح کا لگایا ہوا باغ ہے اللہ تعالےٰ اسے سدا ہی ہرا بھرا رکھیں۔ انہی کے اتباع میں چند باتیں عرض کر دیا کرتا ہوں۔

قربِ قیامت کی علامت

بچپن میں سُنا تھا جو تُک بندی سی ہے اور ابھی تک ذہن میں ہے کہ ؎

سب ہو گئے اُس بُت کا فرادا کے ساتھ

رہ گئے رسول ہی بس خدا کے ساتھ

کسی نے تمسخر عجیب کیا ہے، ہمیں تو حیرت ہوئی۔ اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بھی ارشاد یہی ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ ایک بھی اللہ کا نام لیوا دنیا میں نہیں ہوگا اور وہی قیامت کا دن ہوگا۔ جب تک ایک بھی ہے کسی کونے کھدرے میں اُس وقت تک اُس کی وجہ سے خدا کا عذاب ٹلا رہے گا جو ساری کائنات پہ ایک دفعہ آنے ہی والا ہے۔

آج کل رسم و رواج کا نام اسلام ہے

سو دنیا میں کبھی گمراہی زیادہ ہو جاتی ہے کبھی خدا اور رسول کی فرمانبرداری بڑھ جاتی ہے کمی بیشی رہی ہے ضرور، یہ نہیں ہوا کہ سارے ہی مشرک، کافر، بے ایمان یا بے دین ہو گئے ہوں۔ توازن بدلتا رہتا ہے، کبھی کسی ملک میں اللہ کے نیک بندے، کبھی کسی میں۔ کبھی یہ ہندوستان شرکستان اور کفرستان تھا اور کبھی پھر یہاں وہ بادِ بہاری، خدا کی رحمت اس طرح برسی کہ کیا ہی کہنے ہیں کہ اولیائے کرام کا اجتماع ایک وقت میں یہاں رہا، ساری دنیا میں اسلام کا مرکز ہی یہ رہ گیا، ایک وقت ایسا آیا کہ ظاہری و باطنی علوم میں کامل و اکمل یہیں تھے اور پھر اب بھی نسبتاً دیگر ممالک سے پاکستان اور ہندوستان کی حالت بہتر ہے مگر میں نے تفصیل کے ساتھ کئی دفعہ تجزیہ کر کے دکھایا ہے کہ بڑھتے بڑھتے انڈونیشیا کی طرف اسلام کی قدردانی، اسلام کی تعلیم کا ذوق و شوق منتقل ہو چکا ہے۔ لیکن یہ افسوسناک بات ہے کہ پاکستان جس سے ایشیا نے اسلام قبول کیا اسلام کی روحِ رواں طاقت جو تھی مرکزی وہ انڈو پاک میں تھی لیکن تقسیم ملک ہوا اسلام کے نام پر، خدا اور رسول کے نام پر پاکستان حاصل کیا گیا لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری اخلاقی اور ذہنی حالت، مایوسی تک پہنچ گئی۔ چند رسوم و رواج کا نام ہم نے اسلام ٹھہرا دیا۔ اور حقیقتِ اسلام اور اسلام کی جو بنیادی تعلیم تھی اور اس پر عمل، یہ آہستہ آہستہ نکلتا چلا جا رہا ہے (اِلّا ماشاء اللہ) لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی، ہمارا کام کوشش کرنا ہے تکمیل تک پہنچانا اُس خالق کا کام ہے۔

مجلسِ ذکر کی برکات

انفرادی طور پر ذکر اذکار ہفتہ بھر آپ کرتے ہیں۔ جن کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے سلسلے کے بزرگوں سے استفادے کی توفیق ہوتی ہے ایک دن مل بیٹھ کے بھی ذکر کر لیتے ہیں جیسا کہ ہفتہ بھر نمازیں اپنے علاقے کے اندر باجماعت پڑھتے ہیں ایک دن جامع مسجد میں جمعے کے لئے آ جاتے ہیں۔ اسی طرح حکم تو یہی ہے حضرت رح کا کہ سارے گھر میں بیوی بچّوں سمیت ذکر کیا کریں۔ ایک آدمی نماز پڑھے، ہزار ذکر کرے لیکن سب کی طرف سے ادا نہیں ہو سکتا۔ فرضِ کفایہ نہیں ہے یہ فرضِ عین ہے، ہر ایک پر ذمّے داری عائد ہوتی ہے۔ سو ذکر اس حیثیت سے جو ہم کراتے ہیں یہ تو ظاہر ہے کہ اس طرح فرض نہیں ہے لیکن اگر مل بیٹھ کے گھر میں کر لیں تو اسلام کی روح اجتماع کی روح ہے۔ اسلام میں انفرادیت نہیں، اجتماعیت ہے۔ جتنا بھی مل جُل کے بیٹھیں یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ۔ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے اور اس کی رحمتیں شاملِ حال زیادہ سے زیادہ ہوتی ہیں۔

ایک مثال

حضرت رح فرمایا کرتے تھے اور میں بھی اکثر اشارہ کرتا رہتا ہوں کہ جہاں پھل وغیرہ نیلام ہوتے ہیں تو اوپر اچھے پھل لگا دیتے ہیں اور نیچے گلے سڑے اور چھوٹے بڑے رکھ دیتے ہیں لیکن لینے دینے والے سب جانتے ہیں کہ اوپر اچھا مال لگا ہوا ہے لیکن جب لیتا ہے تو سارے کا سارا ٹوکرا اکٹھا لیتا ہے۔ تو گویا اچھے پھلوں کے ساتھ خراب بھی بک جاتے ہیں۔ اسی طرح حضرت رح فرمایا کرتے تھے کہ جماعت میں جب اللہ تعالےٰ دیکھتے ہیں نیکی یا نیک کام تو پھر نیلام کے ٹوکرے کی طرح سب کو قبول فرما لیتے ہیں ؎

شنیدم کہ در روزِ امید و بیم

بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

سو یہ بہت بڑی نعمت ہے

توسّلِ صالحین

بہت بڑی بات ہے ——— خدا معلوم اللہ کا کون سا نیک بندہ ہے جو مقبولِ بارگاہِ الٰہی ہے جس کی وجہ سے سب کے عذاب ٹلے رہتے ہیں۔ ہماری دعائیں ان کے صدقے قبول ہو جائیں اور ہم بھی ان کے طفیل جنت میں پہنچ جائیں۔ کوئی بڑی بات تو ہے نہیں۔ سو اللہ تعالےٰ ایسے ہی لوگوں کی رفاقت، معیّت اور ان کے ساتھ نشست و برخاست کی تا زیست توفیق عطا فرمائیں اور گمراہوں، بیکار، غلط کار، عیّار اور خدا کے نافرمان لوگوں کی مجالس سے اللہ ہمیں بچائیں (آمین)

شکرِ نعمت

خدا کا شکر کیجئے اس نے صحت دی، تندرستی دی، ایمان دیا، انسان بنایا۔ اللہ تعالےٰ جانور بنا دیتے تو ہم کیا کر سکتے تھے، ایمان نصیب نہ فرماتے، انسان ہوتے ہوئے بھی جیسے کمیونسٹ ہیں، دہریئے ہیں، مشرک ہیں، بے ایمان ہیں، پھر مسلمانوں میں بھی ہزاروں بے عمل ہیں، بدکردار ہیں، لاکھوں غلط کار ہیں، ہزاروں بے نماز ہیں، سینکڑوں ہیں جو مسلمانی کا دعوےٰ کرتے ہیں مگر اسلام پر یقین نہیں رکھتے، وہ کمیونسٹ ہیں کمیونزم پر ایمان رکھتے ہیں۔ خدا کا شکر کیجئے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو ان حضرات سے وابستگی نصیب فرمائی جو خاص طور پر ہدایت یاب ہیں، دین دار ہیں، متشرّع ہیں۔ ان کی سرتاپا زندگی اسلامی تعلیمات سے خوشہ چینی اور اس کی نشر و اشاعت ہی میں گذر گئی۔

دست بکار دل بیار

جیسا کہ امراضِ جسمانی کے لئے علاج اور پرہیز ہے ایسے ہی روحانی امراض ہیں۔ اُن کے لئے بھی علاج و پرہیز ہے۔ چنانچہ علاج تو یہ ہے کہ اللہ کی ہزاروں نعمتیں کھاتے ہیں اور اُن کی نافرمانیوں میں زیادہ وقت



۲ر ذی قعدہ ۱۳۸۷ھ بمطابق ۲ر فروری ۱۹۶۸ء

جو شخص اللہ کے ساتھ اخلاص اور مخلوقِ خدا کے ساتھ ہمدردی نہیں رکھتا

اس کا اسلام لفظِ بے معنی اور اس کی نماز حقیقت سے بہت دور ہے

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امابعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:-
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:-

أَرَءَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ ○ فَذَٰلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ ○ وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ○ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ○ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ○ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ○ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ○ (پ ۳۰ سورہ الماعون)

ترجمہ: کیا آپ نے اس کو دیکھا جو روزِ جزاء کو جھٹلاتا ہے۔ پس وہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔ اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔ پس ان نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں جو دکھلاوا کرتے ہیں اور برتنے کی چیز تک روکتے ہیں۔

ارشادِ ربانی ہے۔ بھلا آپ نے اس شخص کو بھی دیکھا ہے جو روزِ جزا کی تکذیب کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ انصاف نہیں ہوگا اور اللہ کی طرف سے نیکی اور بدی کا کسی دن بدلہ نہیں ملے گا۔ بعض حضرات نے "دین" کے معنے ملت کے کئے ہیں یعنی ملتِ اسلامیہ اور مذہبِ حق کو جھٹلاتا ہے۔ گویا مذہب و ملت اس کے نزدیک کوئی چیز ہی نہیں۔ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ دونوں معنے ہو سکتے ہیں کیونکہ ظلم کرنا یتیموں اور بے کسوں پر اور رحم نہ کرنا فقیروں اور محتاجوں پر ملت کے جھٹلانے کی علامت ہے اور جا بجا دین میں تاکید اس بات کی ہے اور یہ جزا کے باور نہ کرنے کی بھی علامت ہے۔ اس واسطے کہ جو شخص جزا کا معتقد ہے اور اس کو سچ جانتا ہے وہ خدا سے ڈرتا ہے اور جو خدا سے ڈرتا ہے وہ یہ کام نہیں کرتا۔ نیز اس طرح خطاب کرنے سے اس طرف بھی اشارہ ہو گیا کہ اگر کوئی دین کے جھٹلانے والوں کو علامت سے معلوم کرنا چاہے تو ان علامتوں کا خیال کرے۔ سو.....

دین کو جھٹلانے والا

وہی شخص ہے جو یتیم کو بری طرح دھکے دیتا ہے یعنی یتیم کی ہمدردی و غمخواری اور اس کے ساتھ احسان اور حسنِ سلوک تو کجا بدبخت اُس کے ساتھ نہایت سنگدلی و بد اخلاقی اور اہانت کے ساتھ پیش آتا ہے اور اسی پر بس نہیں، بلکہ اس کا بخل اس درجہ ترقی پر ہے کہ دوسروں سے بھی کھانا کھلانا محتاجوں کو روا نہیں رکھتا۔ یتیموں، مسکینوں اور محتاجوں کی نہ خود خبر لیتا ہے اور نہ دوسروں کو انہیں کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مخلوق کا حق ادا کرنے کا اس کو بالکل خیال ہی نہیں۔

آدمی نہیں جانور

مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ایسے شخص کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:-

"ظاہر ہے کہ یتیموں اور محتاجوں کی خبر لینا اور ان کے حال پر رحم کھانا دنیا کے ہر مذہب و ملت کی تعلیم میں شامل ہے اور اُن مکارمِ اخلاق میں سے ہے جن کی خوبی پر تمام عقلاء اتفاق رکھتے ہیں۔ پھر جو شخص ان ابتدائی اخلاق سے بھی عاری ہو سمجھو کہ آدمی نہیں جانور ہے۔ بھلا ایسے کو دین سے کیا واسطہ اور اللہ سے کیا لگاؤ ہوگا۔

نماز سے غفلت اور بے اعتنائی

آگے ارشاد ہوتا ہے سو ایسے لوگوں کے لئے بڑی خرابی ہے جو نماز سے غفلت اور بے اعتنائی برتتے ہیں۔ بغویؒ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ "ساھون" کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اضاعۃ الوقت نماز کے وقت کو ضائع کرنا یا منافقین مراد ہیں کہ لوگوں میں ہوتے تو پڑھ لی نہیں تو چھوڑ دی یا وہ لوگ جو بے پرواہی کرتے ہیں پڑھ لی یا نہ پڑھی یا یہ کہ دکھاوے کو پڑھتے ہیں۔ اور اگر نماز فوت ہو جائے تو نادم نہیں ہوتے یا یہ کہ رکوع سجدہ صحیح طور پر نہیں کرتے بھاگم دوڑ میں نماز پڑھتے ہیں یا یہ کہ اخلاص اور خشوع سے خالی ہیں۔ غرض یہ تمام صورتیں علیٰ حسبِ مراتب ساھون میں داخل ہیں۔ حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یعنی قضا کرتے ہیں یا تنگ وقت میں پڑھتے ہیں جان کر۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

یعنی نہیں جانتے کہ نماز کس کی مناجات ہے اور مقصود اس سے

کیا ہے اور کس قدر اہتمام کے لائق ہے۔ یہ کیا نماز ہوئی کہ کبھی پڑھی کبھی نہ پڑھی، وقت بے وقت کھڑے ہو گئے۔ باتوں میں یا دنیا کے دھندوں میں جان بوجھ کر وقت تنگ کر دیا پھر پڑھی بھی تو چار ٹھکریں لگا لیں۔ کچھ خبر نہیں کہ کس کے رو برو کھڑے ہیں اور احکم الحاکمین کے دربار میں کس شان سے حاضری دے رہے ہیں۔ کیا خدا صرف ہمارے اٹھنے بیٹھنے، جھک جانے اور سیدھے ہونے کو دیکھتا ہے؟ ہمارے دلوں پر نظر نہیں رکھتا کہ ان میں کہاں تک اخلاص اور خشوع کا رنگ موجود ہے۔ یاد رکھو! یہ سب صورتیں "عن صلاتھم ساھون" میں درجہ بدرجہ داخل ہیں — کما صرح بہ بعض السلف۔

ریاکار وہ لوگ ہیں جو عبادت میں خشوع و خضوع کا اظہار اللہ تعالیٰ کے لئے بندوں کے دکھانے کو کرتے ہیں تاکہ لوگ ان کے معتقد ہو جائیں اور سمجھیں کہ یہ بڑے نیک اور اہل دین اور صلاح و تقوےٰ والے ہیں۔ اگر قلب میں کفر ہے تو یہ منافق ہیں اور اگر قلب میں ایمان ہے اور پھر لوگوں کے دکھانے کو طویل عمل کرتے ہیں تو ریاکار ہیں جن کی نماز اُن کے لئے وبال ہوگی۔ اور نماز ہی کیا ان کے تمام اعمال ہی ان کے لئے وبال جان بنیں گے۔ کیونکہ ان کا مقصد خالق سے قطع نظر کر کے صرف مخلوق کو خوش کرنا ہے۔

حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ العزیز

فرماتے ہیں کہ ریا ایک شاخ ہے شرک کی چھپی ہوئی بلکہ شرک سے بھی قوی ہے دو وجہ سے — اوّل تو یہ کہ ریا والا لوگوں کو خدا سے زیادہ عزیز رکھتا ہے۔ دوسرے یہ کہ شرک محض طاعت میں کرتا ہے کہ مقام توحید اور اخلاص کا ہے نہ استعانت اور استمداد میں کہ دنیا کے کاموں سے متعلق ہیں۔ پس وہ حقیقت میں کفر کی سخت قسموں سے ہے۔

آخری علامت "مکذبین دین" کی یہ ہے کہ وہ منع کرتے ہیں برتنے کی چیزوں تک سے — یعنی روزمرہ کے برتنے کی چیز مانگے تک کو نہیں دیتے۔ چنانچہ شیخ الاسلام عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے حاشیے میں ان کے متعلق تحریر فرماتے ہیں: "یعنی زکوٰۃ و صدقات وغیرہ تو کیا ادا کرتے معمولی برتنے کی چیزیں بھی مثلاً ڈول، رسی، ہنڈیا دیگچی، کلہاڑی، سوئی تاگہ وغیرہ کسی کو مانگی نہیں دیتے۔ جن کے دے دینے کا دنیا میں عام رواج ہے۔ بخل اور خست کا جب یہ حال ہو تو ریاکاری کی نماز سے ہی کیا فائدہ ہوگا۔ اگر ایک آدمی اپنے آپ کو مسلمان نمازی کہتا اور کہلاتا ہے مگر اللہ کے ساتھ اخلاص اور مخلوق کے ساتھ ہمدردی نہیں رکھتا اس کا اسلام لفظ بے معنی اور اس کی نماز حقیقت سے بہت دور ہے۔ یہ ریاکاری اور بد اخلاقی تو اُن لوگوں کا شیوہ ہونا چاہئے جو اللہ کے دین اور روزِ جزا پر کوئی اعتقاد نہیں رکھتے۔"

حاصل یہ ہے کہ اس صورت میں اکھڑ اور بد اخلاق اور مغرور و متکبر لوگوں کی مذمت کی گئی ہے اور متنبہ کیا گیا ہے کہ یہ سب تنگدل اور بخیل اور ریاکار اپنے حق میں اپنے بُرے اعمال سے کانٹے بو رہے ہیں اور ان کے لئے بالآخر ہلاکت ہے۔ ان لوگوں کے اوصاف یہ ہیں کہ دنیاوی مال و دولت کے نشے میں نیک و بد اعمال کی جزا و سزا ہی کے منکر ہیں۔ اور انہوں نے اس انکار کے نتیجے میں اس قدر اندھیر مچا رکھا ہے کہ یتیموں کو دھکے دے کر اپنے ہاں سے نکال دیتے ہیں اور مسکینوں کو جو نانِ شبینہ کے محتاج ہوتے ہیں روٹی تک کے لئے نہیں پوچھتے اور نہ ہی دوسروں کو انہیں کھانا کھلانے کی ترغیب دیتے ہیں۔ چنانچہ ان کے لئے اور اُن نمازیوں کے لئے بڑی خرابی ہے جو اپنی نمازوں سے بے خبر ہیں اور جو کام بھی کرتے ہیں دکھلاوے کے لئے کرتے ہیں اور اتنے بخیل اور لالچی ہیں کہ کسی چیز کا دے دینا تو درکنار معمولی اور بے حقیقت چیزیں بھی عارضی طور پر دینے کے لئے حوصلہ نہیں نکال سکتے۔

سیدی و مولائی شیخ التفسیر حضرت ہے کہ روزِ جزا کو جھٹلانا، یتیموں سے بدسلوکی کرنا اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب تک نہ دینا یہ منکرین قیامت کے اوصاف ہیں۔ اور نمازی ہو کر اگر خلق اللہ کی دلآزاری کرے

(باقی ص۱۶ پر)

بقیہ: شذرات

"سہو" کا اقرار کیا اور تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"معزز اخبار "ایشیا" لاہور میں شائع شدہ محترم طاہر نعیم صاحب کی چند سطور پڑھ کر میں نے ترجمان القرآن کا منصب رسالت نمبر بغور دیکھا تو مجھے اپنی خطاء کا علم ہوا۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ "عادلانہ دفاع" جلد ثانی کے صفحہ ۲۹۱ پر ترجمان القرآن منصب رسالت نمبر صفحہ ۲۲۵ سے جو اقتباس نقل کیا گیا ہے وہ مودودی صاحب کا نہیں ہے۔ اسے مودودی صاحب سے منسوب کرنے میں مجھ سے بھول چوک ہو گئی جس کا مجھے بے حد افسوس ہے، رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا کتاب کے نہ صرف دوسرے ایڈیشن میں اس غلطی کی اصلاح کر دی جائے گی بلکہ موجودہ نسخوں میں بھی اصلاح کی جا رہی ہے جن دوستوں کے پاس کتاب پہنچ چکی ہے وہ صفحہ ۲۹۱ کو قلمزن فرما دیں۔"

ہمارے نزدیک حضرت شاہ صاحب کا یہ اقدام صداقت شعاری کا منہ بولتا ثبوت اور ہمارے اکابر کی حقیقت پسندی کی کھلی ہوئی دلیل اور مثال ہے نیز اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ شاہ صاحب موصوف نے مودودی صاحب کی جن غلطیوں، فروگذاشتوں اور گمراہ کن تحریروں کی اپنی کتاب میں نشاندہی فرمائی اور ان پر گرفت کی ہے وہ اپنی جگہ بالکل درست ہے ورنہ جس صاحبِ نظر نے ۱۸۴ صفحات کی کتاب میں سے شاہ صاحب کی یہ خطاء ڈھونڈھ نکالی ہے وہ اور بھی غلطیوں کی نشاندہی کر سکتا تھا۔ بہر حال شاہ صاحب نے "اعترافِ خطاء" کا اعلان فرما کر بہترین مثال قائم کی ہے اور ان کا یہ اقدام ان تمام دوسرے دوستوں کے لئے سرمۂ چشم بصیرت ہونا چاہئے جو اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں پر نادم ہونے کی بجائے ان پر ڈٹے رہتے ہیں۔ انسان خطاء و نسیان کا پتلا ہے اور اس سے ہر گھڑی خطاء صادر ہو سکتی ہے لیکن اپنی بھول کا اقرار کر لینا اور اس پر توبہ کرنا آدمیت ہے اور غلطی پر ڈٹے رہنا اور اسے تسلیم نہ کرنا ابلیسیت ہے۔

آخر میں ہم شاہ صاحب کے اس حقیقت پسندانہ اقدام کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں اور محترم مودودی صاحب کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ شاہ صاحب اور دیگر علماء کی تنقید کی روشنی میں اپنی تحریروں پر بھی نظر ثانی فرمائیں اور جہاں جہاں اُن سے فروگذاشتیں یا غلطیاں ہوئی ہیں ان سے رجوع فرما کر اپنی عظمت کا ثبوت دیں۔

معیارِ محبّت

حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور ——— مرتبہ : محمود احمد عارف

عَنْ عبد الرحمٰن بن ابی قراد اِنَّ النَّبِیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تَوَضَّأَ یَوْمًا فَجَعَلَ اَصْحَابُہٗ یَتَمَسَّحُوْنَ بِوُضُوْئِہٖ ۔ فَقَالَ لَھُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا یَحْمِلُکُمْ عَلٰی ھٰذَا ۔ قَالُوْا حُبُّ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ۔ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یُّحِبَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اَوْ یُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ فَلْیَصْدُقْ حَدِیْثَہٗ اِذَا حَدَّثَ وَلْیُؤَدِّ اَمَانَتَہٗ اِذَا اؤْتُمِنَ وَلْیُحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَہٗ ۔

ترجمہ : حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبدالرحمٰن بن ابی قراد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن وضو فرمایا ۔ آپؐ کے صحابہ کرامؓ نے وضو کا پانی اپنے ہاتھوں میں لے کر ملنا شروع کر دیا ۔ آپؐ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تمہیں اس بات پر کیا چیز آمادہ کر رہی ہے ——؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا " اللہ اور اس کے رسول کی محبت " آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ کہ جسے یہ بات اچھی لگے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے (صحیح) محبت کرے یا اللہ اور اس کا رسولؐ اس سے محبت کا معاملہ کرنے لگیں تو اسے چاہئے کہ ہمیشہ سچ بولے ۔ ہمیشہ امانت دار رہے اور پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے ۔

تشریح ایک مرتبہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرما رہے تھے ۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپؐ کے وضو کا پانی زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے بلکہ ہاتھوں میں لے کر اپنے جسم پر تبرکاً مل رہے تھے ۔ صحابہ کرامؓ کی اس وارفتگی کو دیکھ کر آقائے نامدار (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دریافت فرمایا کہ تم کس لئے ایسا کر رہے ہو ؟ عرض کیا کہ ہمیں اللہ تعالٰی اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت ہے ۔ اسی محبت کی وجہ سے ایسا کر رہے ہیں ۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ جو آدمی یہ چاہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے صحیح محبت کرے یا اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا محبوب بن جائے تو اس پر یہ تین باتیں لازم ہیں :۔

پہلی یہ بتلائی کہ ہمیشہ سچ بولے ۔ کیونکہ جھوٹ بہت بری چیز ہے ۔ حدیث شریف میں جھوٹ کی بہت برائی بیان ہوئی ہے ۔ ایک دفعہ ایک صحابیؓ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا مسلمان بزدل بھی ہوتا ہے ۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا ۔ ہاں ، ہو سکتا ہے ۔ انہوں نے پھر دریافت کیا کہ کیا مسلمان جھوٹا بھی ہوتا ہے ؟ تو فرمایا ۔ "لا" نہیں ۔ جھوٹ مسلمان کی شان سے بعید ہے ۔ آپ نے فرمایا ۔ کہ جو کامل الایمان ہو گا وہ جھوٹ نہ بولے گا ۔ جھوٹ سے شریعتِ مطہرہ نے سختی سے منع فرمایا ہے ۔ جھوٹا انسان نہ صرف مخلوق کی نظروں میں گرا ہوا ہوتا ہے ۔ بلکہ اللہ کے ہاں بھی وہ ذلیل ہوتا ہے ۔ اللہ کے ہاں سچوں کی قدر ہے ۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے سچے آدمیوں کی بہت تعریف فرمائی ہے ۔ قرآن حکیم میں ہے ۔ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ — سچوں کے ساتھ رہو ۔

ہاں اگر سچی بات کہنے میں فساد کا خطرہ ہو تو فساد دبانے کے لئے گول مول بات کہہ دینی یا بالکل خاموش رہنا ہی بہتر ہے ۔ شیخ سعدیؒ نے کیا خوب کہا ہے ۔ ؂

"دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز"

آپؐ نے دوسری بات یہ بتلائی کہ اگر امانت رکھی جائے تو ادا کر دے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز بطور امانت رکھی جائے وہی چیز واپس کر دے ۔ اس میں تصرّف ہرگز نہ کرے ۔ رازداری کی بات بھی امانت ہوتی ہے ۔ اس کے افشاء و اظہار کرنے کی بھی سخت ممانعت آئی ہے

یہ ضروری نہیں کہ اگر بات کرنے والا تمہیں اس کے افشاء و اظہار سے روک دے تب تو وہ امانت ہے نہ روکے تو امانت نہیں ۔ بلکہ اگر وہ زبان سے منع نہ بھی کر سکے مگر آپ نے یہ اندازہ لگا لیا کہ اس کے اظہار سے اُسے دُکھ ہو گا ۔ تو یہ بھی امانت ہے ۔ اس کا اظہار بھی گناہ ہے ۔ مثلاً آپ سے کسی نے کوئی بات کہی اور پھر اِدھر اُدھر دیکھا (جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کوئی اور تو نہیں سن رہا ؟) تو اگرچہ آپ سے وہ یہ نہ کہے کہ میری بات کا اظہار نہ کرنا ۔ مگر پھر بھی آپ کو اظہار نہیں کرنا چاہئے ۔ البتہ اگر ایسی کوئی بات ہو کہ جس کے چھپانے میں فساد کا خطرہ ہو یا کسی کی آبرو ، جان ، مال کا اندیشہ ہو تو چھپانا ضروری نہیں ۔ بلکہ اظہار ضروری ہے ۔ اس صورت میں لازم ہے کہ جس کو ناحق نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے اُسے خبر کر دیں تاکہ وہ اپنی حفاظت کر سکے ۔

تیسری بات یہ ارشاد فرمائی کہ پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرے ۔ پڑوسیوں سے حسن سلوک کی بہت تاکید آئی ہے جو بارہا بیان کر چکا ہوں ۔

ایک صحابی نے ایک روز رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ میں اچھے کام کر رہا ہوں یا بُرے ؟ تو آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ پڑوس سے اندازہ لگا لیا کریں (یعنی کسی کے ذریعہ) اگر وہ اچھا کہیں تو اچھے ہو ورنہ بُرے ہو ۔

مذکورہ بالا حدیث شریف میں آقائے نامدار (صلی اللہ علیہ وسلم) نے محبت کا ایک معیار بتلایا ہے جس سے ہر آدمی کو جانچا جا سکتا ہے ۔ اگر ایک آدمی برابر جھوٹ بولے ،

حجیتِ حدیث

حسین احمد سرحدی خیر المدارس ملتان

فلا و ربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم الآیۃ (پ۵)

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ جو مسئلہ بدیہی تھا آج وہ بھی نظری بن چکا ہے کہ آیا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حجت ہے یا نہیں ڈوب کر مرنے کا مقام ہے۔ منکرین حدیث کسی ایک حدیث یا سند حدیث کا انکار نہیں کرتے بلکہ بالکل ذخیرۂ حدیث کا انکار ہے۔ ایک وقت تھا کہ حدیث شریف کے خلاف کسی کی معمولی بات کو بھی برداشت نہیں کیا جاتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت حذیفہؓ بن یمانؓ ایرانیوں کے دربار میں سفیر بن کر چلے گئے بہت خدمت تواضع کی گئی۔ ایک دفعہ جب کہ تمام درباری بھی موجود تھے کھانا کھاتے وقت حضرت حذیفہؓ کے ہاتھ سے لقمہ گر گیا۔ انہوں نے اٹھا کر صاف کرنے کی کوشش کی تو ان کو خادم نے منع فرمایا کہ حضرت! درباری ہم کو بھوکے اور ذلیل سمجھیں گے تو حضرت حذیفہ نے جو جواب دیا وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ (ءاترک السنۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لھٰذا الحمقاء) کہ کیا میں ان احمقوں کی وجہ سے اپنے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت کو چھوڑ دوں؟ اور اس کے بعد لقمہ صاف کر کے کھا لیا۔ بادشاہ نے حیران ہو کر ترجمان سے پوچھا کیا بات ہے؟ تو ترجمان نے سارا قصہ اول سے آخر تک بتا دیا۔ بادشاہ نے خیال کیا کہ جو قوم نعمت کی ایک معمولی سنت کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں وہ جہاد جیسے فریضہ کو کیسے چھوڑ دیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک دفعہ اپنے بیٹے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات سنائی آگے سے اس نے کچھ قیل و قال کی۔ باپ نے کہا کہ میں تجھے حدیث سنا رہا ہوں اور تو آگے سے قیل و قال کر رہا ہے۔ خدا کی قسم عمر بھر تیرے ساتھ بات نہیں کروں گا۔ باپ فوت ہوا لیکن بیٹے سے مرتے دم تک کلام نہیں کی۔

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کو صحابہؓ نے کہا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہر بات نہ لکھا کریں بلکہ احکام دین لکھا کریں ـــ وہ خاموش ہو گئے۔ بعد میں جب مجلس برخاست ہوئی تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اس زبان سے جو مرضی لکھ لیا کرو) صحابہؓ نے عرض کیا۔ حضور! (صلی اللہ علیہ وسلم) کبھی آپ ہمارے ساتھ دل لگی بھی تو کرتے ہیں کیا وہ بھی لکھ لیا کریں؟ تو ارشاد فرمایا۔ "اس وقت بھی میری زبان سے حق ہی نکلتا ہے"۔

ایک مرتبہ ایک مسافر آپ کے پاس آیا کہ حضرت! مجھے ایک اونٹ سواری کے لئے ضرورت ہے۔ فرمانے لگے میں آپ کو اونٹنی کے بچے پر سوار کراؤنگا۔ وہ تعجب ہو کر کہنے لگا۔ حضرت! میں اونٹنی کے بچے کو کیا کروں گا ـــ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ اونٹ جتنا بھی بڑا ہو جائے اونٹنی کا بچہ ہی رہتا ہے ـــ ایک دفعہ ایک بوڑھی عورت کو فرمانے لگے جنت میں کوئی بوڑھی نہیں جائے گی۔ وہ بے چاری بہت پریشان ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ جنت میں سب کو جوان کر کے داخل کیا جائے گا۔

لیکن آج کل یہ کہا جا رہا ہے کہ حدیث تو ایک تاریخ ہے۔ مرضی ہو تو قبول کرو چاہے تو رد کرو۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

آیت کا ترجمہ — فلا و ربک لا یؤمنون

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی ذات کی قسم یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے۔ حتی یحکموک۔ یہاں تک کہ آپ کو حکم تسلیم کر لیں۔ حاکم اور حکم میں آسمان زمین کا فرق ہے۔ حاکم وہ ہے کہ فریقین چاہے کوئی راضی ہو یا ناراض ہو ان کو حاکم کی بات ماننی پڑتی ہے۔ لیکن حکم میں رضا کا مادہ ہے۔ یعنی فریقین بالکل راضی ہوں فیما شجر ہر اس بات میں جو ان کے درمیان پیدا ہو یا عوام کے لئے ہے یعنی ادنیٰ سے ادنیٰ حکم میں بھی اطاعت ضروری ہے۔ لیکن جو عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے دوسروں کو اس کی اجازت نہیں ہے جیسے کہ آپؐ کی بیک وقت نو بیویاں تھیں لیکن اور کسی کے لئے یہ جائز نہیں ثُمَّ لَا یَجِدُوا فِی اَنفُسِھِم یعنی اس کے بعد اپنے نفسوں میں معمولی تنگی بھی محسوس نہ کریں۔ لا یؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ یعنی جس کی مرضی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے مطابق ہو تو مومن ورنہ مومن نہیں۔

من رغب عن سنتی فلیس منی — مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام

صفحہ ۲۷۔ کہ جس نے میری سنت سے رو گردانی کی وہ ہم سے نہیں ہے۔ غلام احمد پرویز نے لکھا ہے کہ اگر سائنس دان ترقی کر کے یہ ثابت کر دے کہ انسان چند منٹوں میں چاند تک پہنچ سکتا ہے لیکن میں پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کو تسلیم نہیں کرتا۔ آگے مزید اس نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ یوسف نجار تھا اور آگے چل کر یہ بھی لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی حسی معجزہ عطا نہیں کیا گیا گویا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شق قمر جیسے معجزہ کا منکر ہے۔

نیاز فتح پوری نے اپنی کتاب من یزدان میں لکھا ہے کہ جنت و دوزخ کچھ بھی نہیں ہے۔ آگے مزید لکھتا ہے کہ جب تک تم حدیث کو پس پشت نہیں ڈالو گے تم قطعاً کامیاب نہیں ہو سکتے نعوذ باللہ من ذالک

ایک حدیث میں آیا ہے کہ آخری زمانہ میں ایک قوم ہو گی جو اللہ اور رسولؐ کے حکم کو رد کرے گی۔ اس حدیث کا مصداق آج کل یہی لوگ ہیں۔

۱۔ تقدیر کو جھٹلانے والا — مسلم شریف کے شروع

مقدمہ میں ہے کہ تم اگر احد پہاڑ جتنا سونا بھی صدقہ کرو لیکن تقدیر کا انکار کرو تو تمہارا صدقہ احد پہاڑ جتنا رائیگاں جائے گا۔ لیکن یہ حضرات کہتے ہیں کہ تقدیر کا مسئلہ اسلام کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ ملاؤں کی ایجاد ہے نعوذ باللہ من ذالک معلوم ہوا صرف حدیث کا انکار نہیں بلکہ در پردہ

اسوۂ حسنہ

حضرت مولانا عبید اللہ انور مد ظلہ العالی نے ۲۶ جنوری ۱۹۶۸ء کو رات کے ۹ بجے ریڈیو پاکستان لاہور سے مندرجہ ذیل تقریر نشر فرمائی جو قارئین خدام الدین کی ضیافتِ طبع کے لئے من و عن پیش خدمت ہے (محمد عثمان غنی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَ الْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ:

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (التوبہ ۱۲۸)

صدق اللہ العلی العظیم۔

ترجمہ: البتہ تحقیق تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول آیا ہے۔ اُسے تمہاری تکلیف گراں معلوم ہوتی ہے۔ تمہاری بھلائی پر وہ حریص ہے۔ مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

بے شک قرآن حکیم ہی خدا تعالےٰ کے احکامات اور قوانین کی وہ جامع کتاب ہے جو اسلامی معاشرہ اور نظام کی حقیقی بنیاد تسلیم کی گئی ہے۔ مگر اس میں کسی کو مجالِ انکار نہیں کہ کتاب اللہ کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے ہمیں اُس ہادیٔ برحق اور مبلغ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عملی زندگی کو بھی ہر لحاظ سے سامنے رکھنا چاہیئے۔ جنہیں اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغام برحق کے پہنچانے کے لئے مامور فرمایا۔

دینِ اسلام کے وہ بنیادی اصول جن کا قرآنِ حکیم میں بار بار تذکرہ آیا ہے اور جن پر عمل پیرا ہونے کے لئے اُمت مسلمہ کو بار بار تاکید فرمائی گئی ہے۔ مثال کے طور پر نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ، ان سب کی عملی کیفیت، جس پر اسلامی سوسائٹی کا گذشتہ چودہ سو سال سے نظام قائم ہے، وہی ہے جس کو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارکان اسلام کی صورت میں اپنے لئے بطورِ خاص اور رہتی دنیا تک نسل انسانی کے لئے عموماً متعین کیا ہے۔ اسلامیانِ پاکستان کے لئے بطورِ خاص اور نسلِ انسانیت اور مسلم اقوام کے لئے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع نہ صرف اصول و قوانین تک ہی محدود سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ یہ زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف مسلمانوں کے لئے ہی آئیڈیل (IDEAL) ہیں بلکہ کل بنی نوع انسان کے لئے ایک مینارِ نور کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جو بھی فرد، معاشرہ (سوسائٹی) یا قوم آپ کی تعلیمات کو اپنا دستورِ حیات متعین کرے گی، وہ نہ صرف دنیا میں ترقی کی انتہائی منازل پر گوئے سبقت لے جائے گی بلکہ تصویر کے دوسرے رُخ کے طور پر اس کی برزخی زندگی اور ابدی زندگی بھی یقینی طور پر کامیابی اور کامرانی سے ہمکنار ہوکے رہے گی —— علیٰ ہذالقیاس۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی تربیت یافتہ جماعتِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے ہم تک نہ صرف یہ کہ آئینی اور قانونی شکل میں بہترین اصول و قوانین ہی پہنچائے بلکہ چودہ سو سالہ مسلمانوں کا تابناک دور ہر اعتبار سے چاہے وہ معاشی ہو یا اقتصادی، اخلاقی ہو یا سیاسی، ہر لحاظ سے دنیا کی ہر قوم اور ہر خطے میں اپنی عظمت کا لوہا منوا چکا ہے اور قیامت تک کے لئے دلیل و برہان سے اس کی صداقت بدترین مخالفوں پر بھی آشکار ہو چکی ہے۔ جن کا مخالفینِ دینِ فطرت کو اپنی جگہ بخوبی احساس ہے۔

اسلام اور تعلیماتِ اسلامیہ کی عظمت اور اس کی صداقت کی بناء پر اب نوجوان اور جواں ہمت مسلمانانِ عالم پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ ان برکاتِ اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو نہ صرف اپنی پبلک اور پرائیویٹ زندگی میں ان صالح قوانین کو اپنائیں بلکہ بین الاقوامی سطح پر بالخصوص یونائیٹڈ نیشنز اور بین الاقوامی عدالتِ انصاف میں جس حد تک ان کا بس چلے انہیں اپنے ان فرائض دوگونہ سے سبکدوش ہونے کے لئے ہر دو محاذوں پر اپنی سعی کوشش ضرور بالضرور جاری رکھنی چاہیے۔ تاکہ حق تعالےٰ شانہٗ کی نصرت و مدد اُسی طرح اُن کے شاملِ حال ہو۔ جس طرح کبھی قرنِ خیرالقرون میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی پاک سیرت جماعت کے لئے اللہ تعالیٰ کی عنایات ہر آن، ہر حیثیت سے اُن پر نچھاور ہو رہی تھیں ؎

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں یہ ہیں مَردوں کی شمشیریں

تو اس مقصد کی تکمیل کے لئے اسوۂ حسنہ کی ضرورت ہوگی جو کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں محصور ہے لہٰذا قرآن کریم نہ صرف نسلِ انسانیت کا جامع نصاب تعلیم ہے بلکہ تمام بنی نوع انسان کے لئے ایک مکمل دستورالعمل بھی ہے۔ اور اس کے علاوہ تمام قوانینِ خود ساختہ ناقابلِ عمل اور موجب تباہی و ہلاکت ہوں گے۔ اسی لئے ارشادِ ربانی ہے:۔

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ ط وَهُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ (آل عمران ۸۵)

ترجمہ: اور جو کوئی اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے تو وہ اُس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

پس حیاتِ انسانی کی فوز و فلاح، دنیوی اور اخروی کامیابی و کامرانی کا صحیح اور سیدھا راستہ اور عقل و دانش کا تقاضا یہی ہے کہ اسوۂ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے زندگی کے کسی گوشے میں سرِمو انحراف یا تجاوز نہ ہو تاکہ خسران اور ناکامی سے محفوظ رہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے:۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا ص (آل عمران ۱۰۳)

ترجمہ: اور سب مل کر اللہ کی رسی مضبوط پکڑو اور پھوٹ نہ ڈالو۔

پس جادۂ شریعت اور راہِ ہدایت و صداقت کا اتباع ضروری ہے۔ چنانچہ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مکتوبِ گرامی میں ارشاد فرماتے ہیں :-

"شریعت کے تین اجزاء ہیں (۱) علم (۲) عمل (۳) اخلاص - جب تک یہ تینوں اجزاء برابر نہ پائے جائیں تو شریعت کا وجود نہ ہوگا - جب شریعت پر مکمل طور پر عمل ہوگا تو رضائے خداوندی حاصل ہو جائے گی جو تمام دینی اور دنیوی سعادتوں کا ماحصل ہے۔

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ (التوبہ ۷۲)

ترجمہ : اور اللہ کی رضا سب سے بڑی ہے ۔

پس شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تمام دینی و دنیوی سعادتوں کے حصول کی ضامن اور متکفل ہے ۔ اور کوئی بھی مقصدِ خیر ایسا نہیں رہا جس کے حصول کے لئے شریعت کے علاوہ کسی کی ضرورت پیش آئے ۔ طریقت و حقیقت بھی جو صوفیائے کرام کے یہاں مابہ الامتیاز ہیں، شریعت کی خادم ہیں۔ جن سے شریعت کے جزوِ ثالث (اخلاص) کی تکمیل کی جاتی ہے۔ (مکتوب ۳۶ جلد ۱ صفحہ ۵)

کتاب و سنت کے اتباع اور اقتداء کا اصلی معیار اور سارا دار و مدار اسوۂ حسنہ نبویہ کی پیروی پر موقوف ہے ۔ اس لئے کہ وہی قرآن حکیم کی اصل عملی تفسیر اور تشریح و توضیح ہے اور وہی کلام ربانی کا اصل منشاء و مراد ہے اور وہی تخلیق کائنات کا خلاصہ اور مقصود ہے ۔ حدیث قدسی ہے ۔ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ ط (الحدیث) ترجمہ : اگر تم نہ ہوتے (اے محمدؐ! ـــ فداہ روحی ابی و امی) تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

اپنے آپ کو اس سانچہ کے موافق بنانا اور ہر کام میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا انسانیت کا اصلی معیار ہے جو دنیوی زندگی کی کامیابی اور اخروی زندگی کی درستی کے لئے ناگزیر ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے :-

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ط (الاحزاب ۲۱)

ترجمہ : البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے ۔

حق تعالیٰ شانہٗ کے یہاں سرخروئی اور دنیا میں سربلندی اتباعِ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر موقوف ہے ۔ صرف اُسی ایک طریقہ سے انسان منزلِ مقصود پر پہنچ سکتا ہے اور عنایاتِ خداوندی سے سرشار و سرفراز ہو سکتا ہے ۔ سو ارشادِ باری ہے :-

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط (آل عمران ۳۱)

ترجمہ : کہہ دو اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، تاکہ تم سے اللہ محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی بعینہٖ باری تعالیٰ عزّ و جلّ کی تابعداری ہے ۔ ارشاد ہے :-

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ج (النساء ۸۰) ترجمہ : جس نے رسول کا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم مانا۔

اللہ تعالیٰ نے اطاعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے ۔ پس ہر وہ اطاعتِ خداوندی کا دعوےٰ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے منافی ہو، اطاعتِ خداوندی نہیں اور کھلی بے دینی ہے چنانچہ ان لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جو باری تعالیٰ کی اطاعت اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں فرق کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کو کافر اور منکر ہی قرار دیا گیا ہے سو فرمایا :-

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ج (النساء ۱۵۰-۱۵۱)

ترجمہ : (جو لوگ) چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق رکھیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعضوں پر ایمان لائے ہیں اور بعضوں کے منکر ہیں اور چاہتے ہیں کہ کفر اور ایمان کے درمیان ایک راہ نکالیں۔ ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اور اس حد تک پیروی کہ خواہشات اور مرغوبات تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوں، ایمان کی جڑ اور بنیاد ہیں ۔ بلکہ عین ایمان ہیں ارشادِ گرامی ہے :-

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ (الحدیث)

(ترجمہ : کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہشات تک میرے طریق کے مطابق نہ ہوں) چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وصیت اور آخری تاکید جو صحابہ کرام کو فرمائی وہ یہی تھی کہ کسی حال میں بھی طریق نبویؐ کو نہ چھوڑا جائے اور اسوۂ حسنہ نبویؐ کی پوری پیروی کی جائے۔

حضرت عرباض بن ساریہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا وعظ فرمایا جس سے قلوب نرما گئے اور آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو وداعی اور آخری وعظ معلوم ہوتا ہے ۔ ہمیں کوئی وصیت فرما دیجئے۔ ارشاد فرمایا :- اوصیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعۃ وان تامر علیکم عبد وانہ من یعش منکم فسیری اختلافاً کثیراً فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین من بعدی عضوا علیہا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل بدعۃ ضلالۃ (الحدیث)

ترجمہ : میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تقویٰ اور پرہیزگاری پر قائم رہنا، امیر کی اطاعت کرنا اگرچہ وہ غلام ہو، جو شخص تم میں سے زندہ رہے گا وہ بہت سے اختلاف دیکھے گا ۔ پس تم میرے بعد میرے اور میرے خلفاء راشدین کے طریقہ کو دانتوں سے مضبوط پکڑے رہنا اور نئی نئی باتوں سے بچنا ۔ اس لئے کہ ہر نئی بات گمراہی اور بے راہروی ہوگی ۔

پس صراطِ مستقیم، طریقِ فوز و فلاح، راہِ نجات، سیدھا اور صاف راستہ یہی ہے کہ اسوۂ حسنہ نبویؐ کو اختیار کرے اور آنکھ بند کرکے بے خوف و خطر ان نقوشِ قدم پر گامزن ہو، پھر منزلِ مقصود سامنے ہے، راستہ کھلا ہوا ہے اور بے خوف و خطر ہے ۔ ارشادِ ربانی ہے :-

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا

(باقی ۱۲ پر)

صلحاءِ امت کے عملی کارنامے

جامع شریعت وطریقت وقارالعلماء والصلحاء حضرت مولانا بشیر احمد پسروری مدظلہٗ

جمعہ کی فضیلت اللہ تعالیٰ اپنی وسیع بے حساب رحمت سے ہر روز جہنم سے گناہ گار بندوں کو آزاد کرتے ہیں لیکن جمعہ کے دن کی یہ فضیلت ہے کہ اس دن ہر گھڑی آزادی نصیب ہوتی رہتی ہے تذکرہ ص ۳۸ ج ۳

● حافظ الحدیث علامہ حضرت عبداللہ بن محمد نیشاپوری بہت بڑے فقیہہ اور بہت بڑے محدث تھے۔ عبادت میں یہ مقام تھا کہ چالیس برس عشا کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرمائی ربیع الآخر ۳۲۴ھ میں وفات پائی۔ ص ۳۸ ج ۳

● شیخ الاسلام حافظ الحدیث ابوحاتم محمد بن ادریس متوفی محرم ۲۷۷ھ بہت بڑے عابد اور بہت بڑے سخی تھے اولیاکرام کی جماعت میں انہیں ابدال شمار کیا گیا ہے۔

"علم حاصل کرنے کے لئے حیرت انگیز محنت" حضرت بحرالعلوم فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مصر میں علم حدیث حاصل کرنے پہنچا میرے ساتھ ایک جماعت تھی ہم سب ملکر سارا دن حدیث پڑھتے رہتے تھے اور اس کو یاد کرنے کے بعد رات کو قلمبند کر لینے کے بعد تحریر شدہ حدیثوں کا آپس میں مقابلہ کرکے اصلاح کر لیتے تھے۔ سارا دن پڑھتے رہنے کی وجہ سے کامل سات مہینے ہانڈی پکانے کا موقع نہیں ملا۔ ایک دفعہ جب پڑھ کر واپس آ رہے تھے۔ تو راستے میں بہت بڑی مچھلی خریدلی۔ لیکن جب اپنی قیام گاہ میں پہنچے اور مچھلی پکانے کا ارادہ کیا۔ تو پڑھنے کا وقت آگیا۔ مچھلی کو اسی طرح چھوڑ کر پڑھنے چلے گئے۔ اس طرح تین دن گزرنے کے بعد مچھلی پکائی۔ الحمدللہ کہ تین دن میں متعفن اور بدبو دار نہیں ہوئی فرمایا جسمانی راحت کے ساتھ علم حاصل نہیں ہو سکتا۔ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مصر میں قحط پڑھ گیا اور میرے دوست نے اصفہان سے میرے پاس کچھ حیوان بھیجے اور مجھے لکھا کہ میرے لیے بہترین مکان خرید کرلو میں نے وہ بیس ہزار روپیہ محتاجوں میں تقسیم کر دیا اور اصفہانی دوست کو لکھا کہ میں نے تیرے لیے جنت میں محل بنوا لیا ہے۔ اصفہانی دوست نے جواب میں لکھا کہ آپ کی ضمانت پر مجھے یہ سودا منظور ہے۔ حضرت محمد بن ادریس نے خواب میں دیکھا کہ غیب سے آواز آئی کہ ہم نے تیری ضمانت پر تیرے اصفہانی دوست کو مکان دے دیا۔ ص ۳ ج ۳

● مسئلہ سفر میں قصر نہ کرنا اور پوری نماز پڑھنا گناہ ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ سفر میں قصر نہ کرنے والا اس طرح گناہ گار ہے جس طرح گھر میں رہنے والا روزہ نہ رکھنے پر گنہگار ہوتا ہے ص ۶۴ ج ۳

● حافظ الحدیث حضرت ابوالحسن علی بن ابراہیم ۴۲۵ھ میں پیدا ہوئے۔ بہت بڑے محدث تھے۔ زہد اور عبادت میں بڑا مقام رکھتے تھے۔ تیس برس متواتر روزہ رکھتے رہے خشک روٹی اور نمک کے ساتھ سحری اور افطاری کرتے تھے۔ ایک لاکھ حدیث انہیں یاد تھی۔ ۴۲۵ء میں وفات پائی ص ج ۳

● حضرت ابوسعیدؓ روایت فرماتے ہیں کہ قیامت جب قریب آئے گی تو میری امت مصائب اور بلا میں مبتلا کر دی جائے گی دنیا بھر میں کہیں امن اور چین کا مقام نظر نہیں آئے گا۔ جب مصائب اور تکالیف کا سلسلہ انتہا کو پہنچے گا تو میری اولاد میں سے بلند ہمت جوان پیدا ہوگا۔ جو اپنے عدل و انصاف اور سخاوت سے دنیا بھرپور ہو جائے گی۔ آسمان سے بارانِ رحمت کا نزول ہوگا اور زمین سے بکثرت پیداوار ہوگی ص ۵۴ ج ۳

● حافظ الحدیث بحرالعلوم قاضی ابو احمد اصفہانی بہت بڑے محدث تھے۔ انہیں پچاس ہزار حدیث یاد تھی سترہ سو محدثین سے علم حاصل کیا۔ شہد کی تجارت فرمایا کرتے تھے۔ حدیث شریف کی کتاب کو وضو کے بغیر ہاتھ نہیں لگاتے تھے۔ نوافل میں کبھی کبھی صرف ایک رکعت میں قرآن کریم ختم فرمایا کرتے تھے۔ رمضان المبارک ۳۴۹ھ میں وفات ہوئی اور ۲۶۹ھ میں پیدا ہوئے تھے

● شیخ الاسلام حافظ الحدیث ابوالنصر محمد بن محمد طوسی بہت بڑے محدث تھے شعبان ۳۴۴ھ میں وفات ہوئی عمر بھر متواتر روزہ رکھتے تھے۔ رات کا ایک حصہ عبادت میں اور ایک حصہ حدیث کی تحریر میں گزرتا تھا اور ایک حصہ سوتے تھے ملک بھر کے فتوی آپ کے پاس آیا کرتے تھے۔ اپنے زمانے میں وہ مفتی اعظم تھے۔ جو کچھ اپنے ضروری مصارف سے بچتا تھا وہ سبیل اللہ دے دیا کرتے تھے۔ حق کہنے اور گمراہی سے روکنے میں بے نیام تلوار تھے۔ ستر برس اسی طرح عبادت اور سخاوت اور دین کی خدمت میں بسر فرماتے تھے۔ ص ۱۰۲ ج ۳

● حافظ الحدیث شیخ صوفیاء کرام حضرت محمد بن داؤد نیشاپوری ۳۴۲ھ میں وفات پائی بہت بڑے عابد زاہد تھے۔ قحط کے دنوں میں صبر اور بردباری کے ساتھ دن گزارے ایک موقع پر چالیس دن میں صرف ایک روٹی کھائی فرماتے ہیں۔ جب مجھے بھوک پریشان کرتی تھی تو میں سورۃ یٰسین پڑھ کر وقت گزار لیتا تھا ص ۱۱۰ ج ۳

● حافظ الحدیث حضرت ابو احمد حسین بن علی نیشاپوری اپنے زمانے میں بہت محدث تھے۔ تیس برس عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرمائی۔ ہر رات سات پارے قرآن کریم کے تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ ربیع الآخر ۳۷۵ھ میں وفات پائی سخاوت میں بھی بہت اونچا مقام رکھتے تھے ص ۱۶۷ ج ۳

● محدث اصفہانی حافظ الحدیث حضرت ابوبکر محمد بن ابراہیم اپنے زمانے میں علم و عبادت زہد اور تقویٰ اور ولایت میں بہت بلند مقام رکھتے تھے۔ ۹۶ برس کی عمر پاکر شوال ۳۸۱ھ میں وفات پائی۔ بہت بڑے سیاح بھی تھے اپنی عمر میں چار دفعہ دنیا بھر کا سیر کیا۔ دس دفعہ بیت المقدس میں پہنچا۔ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ اپنے دو رفیقوں کے ساتھ مدینہ منورہ میں پہنچا۔ آٹھ پہر روزہ رکھا اگلے دن بھی کچھ پاس نہ تھا کہ افطار کرتے، مجبور ہو کر میں حضورؐ کے مزار پُرانوار کے قریب ہوا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھوک نے بہت تنگ کیا ہے میرے ساتھی نے کہا بس ایک دفعہ ہی کہنا کافی ہے صبر کرکے بیٹھ جاؤ یا رزق آئے گا یا موت آئے گی اتنے میں کسی نے مسجد کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب میں نے دروازہ کھولا تو ایک معزز بزرگ جس کے ساتھ دو غلام کھانا اٹھائے ہوئے تھے سامنے کھڑا ہوا دیکھا۔ اس بزرگ سیرت نے کہا کہ آپ نے حضورؐ کے سامنے بھوک کی شکایت کی تھی۔ مجھے خواب میں آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا میں ان کا حکم سن کر آپ کے لیے کھانا لایا ہوں۔ حضرت ابوبکر محمد بن ابراہیم کی دوسری کرامت اور ان کی ولایت کی دوسری شہادت۔ صاحب بن عباد ولایت میں بہت بلند مقام

رکھتے تھے اور ان کی حضرت ابوبکر بن ابراہیم کے ساتھ انتہائی محبت تھی۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو ابوبکر بن ابراہیم کے ساتھ کیوں اتنی محبت ہے۔ صاحب بن عباد نے فرمایا کہ میرے والد کی ان کے ساتھ بہت زیادہ محبت تھی۔ ان کی محبت کے سلسلے میں مجھے ان کے ساتھ محبت ہے صاحب بن عباد نے فرمایا کہ میں ایک دفعہ سویا ہوا تھا۔ مجھے رسول کریمؐ کی زیارت نصیب ہوئی جناب نے فرمایا کہ تو سویا ہوا ہے اور اولیاء اللہ میں سے ایک ولی تیری آواز پر کھڑا ہوا ہے میں نے بیدار ہو کر اپنے غلام سے کہا کہ دیکھو دروازے پر کون ہے غلام نے دروازہ کھول کر بتایا کہ ابوبکر محمد بن ابراہیم ہیں ص۱۰۵ ج۳

حافظ الحدیث حضرت ابوبکر محمد بن عبداللہ نیشاپوری اپنے زمانہ میں بہت بڑے محدث تھے۔ شوال ۳۸۸ھ میں وفات پائی علم حدیث کا اتنا حد سے بڑھا ہوا شوق تھا کہ علم حدیث کے پڑھنے کے سلسلہ میں ایک لاکھ روپیہ خرچ کیا ص۲۰۵ جلد۳

حافظ الحدیث شیخ الحرم حضرت سعد بن علی زنجانی ۹۰ برس کی عمر پا کر ۴۷۱ھ میں وفات پائی۔ ولایت میں بہت بلند مقام رکھتے تھے یہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے ابوالمظفر فرماتے ہیں کہ میں نے نہایت پختہ ارادہ کیا کہ مکہ مکرمہ پہنچ کر کچھ مدت سلطان المشائخ حضرت سعد زنجانی کی خدمت میں رہوں جب مکہ مکرمہ پہنچ کر حج سے فارغ ہوا اور حضرت سلطان المشائخ حضرت سعد زنجانی کی خدمت میں رہنے کا ارادہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ میری والدہ ننگا سر کر کے مجھے پکار پکار کر کہہ رہی ہے۔ اے میرے بیٹے بہت جلدی اپنے وطن (ایران)، شہر مرو میں میرے پاس واپس پہنچو۔ میں تیری زیادہ جدائی برداشت نہیں کر سکتی۔ میں خواب سے بیدار ہو کر حیران ہوا اور حضرت سلطان المشائخ حضرت سعد بن علی زنجانی کے ہاں حاضر ہوا لیکن وہاں مخلوق کا اتنا زیادہ ہجوم تھا میں ان کے قریب نہ پہنچ سکا۔ مجلس ختم ہوئی اور حضرت زنجانی گھر کی طرف روانہ ہوئے تو میں نے راستہ میں آگے بڑھ کر خواب کا مضمون پوچھنے کا ارادہ کیا۔ میرے کہنے سے پہلے حضرت زنجانی نے فرمایا کہ آپ کی والدہ آپ کو پکار رہی ہے فوراً پہنچو میں نے سمجھا کہ یہ صاحب کشف ہیں کشف کے ذریعے میرے دل کی بات معلوم فرمائی۔ سلطان الاولیا حضرت زنجانی روزانہ تین عمرے کیا کرتے تھے۔ ص۳۶۷ ج۳

محافظ ملت اسلامیہ محبوب الاولیا حضرت سلطان محمود غزنوی جب اس فاتح اعظم نے ملک ایران فتح کیا۔ اور مشہور شہر ارّی میں داخل ہوئے گمراہ فرقہ باطنیہ کو قتل کر کے ختم کر دیا اس زمانے میں سلطان محمود کی اجازت کے بغیر کوئی تقریر نہیں کر سکتا تھا۔ حکومت کی طرف سے اس علاقہ میں حضرت ابوقاسم بن ناموس شیخ الاسلام کے منصب پر فائز تھے۔ ان کی اجازت سے کوئی آدمی اس علاقہ میں وعظ کر سکتا تھا حضرت شیخ الاسلام بحر العلوم تھے۔ اہلسنت والجماعت کے طبقہ میں ان کا مقام بہت بلند تھا حضرت سلطان محمودؒ کی اس مجاہدانہ حسن تدبیر سے ضلالت کا خاتمہ ہوا ص۳۵۶ جلد۳

نوٹ لندن میں اگرچہ عیسائیوں کے سینکڑوں فرقے موجود ہیں لیکن سوائے ایک فرقہ کے کوئی حکمران نہیں بن سکتا۔ روس میں کمیونسٹ کے سوا کوئی دوسرا فرقہ برسراقتدار نہیں آسکتا۔ اگر صدر مملکت پاکستان میں حق کی حمایت کرنی چاہیں تو ہر قسم کی گمراہیاں ختم اور باطل فرقے مٹ سکتے ہیں

حافظ الحدیث محدث عراق محمد بن ناصرؒ اپنے زمانہ میں بہت بڑے محدث تھے ۴۶۷ھ میں پیدا ہوئے ۱۸ر شعبان ۵۵۰ھ میں وفات پائی۔

مالک العادل سلطان الروم والشام نورالدین محمودؒ بن زنگی ترکی کی وفات ۵۶۹ھ میں ہوئی ص۱۱۸

نوٹ تاریخ کی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے کہ اسی سلطان عادل نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ مبارک تیار کیا تھا۔ حافظ الکبیر محدث شام فخر الائمہ ابوالقاسم علی بن حسن ابن عساکرؒ دمشقی شافعی ۴۹۹ھ میں پیدا ہوئے تیرہ سو محدثین سے علم حاصل کیا۔ ان کے سلسلہ اساتذہ میں اسّی یا ۸۵ عورتیں تھیں۔ ان سے بھی انہوں نے علم حاصل کیا عبادت میں بھی ان کا مقام بہت بلند تھا۔ روزانہ رات کو ایک ختم قرآن کریم کیا کرتے تھے۔ رمضان المبارک میں ساٹھ ختم کرتے تھے نوافل بہت کثرت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ چالیس برس تک متواتر اس طرح نوافل و تلاوت کے پابند رہے چالیس برس میں جماعت کے اتنے پابند تھے۔ کہ ہمیشہ پہلی صف میں دائیں طرف رہتے رمضان شریف کے علاوہ ذوالحجہ کے نو دن بھی اعتکاف میں رہتے تھے۔ اظہار حق میں نہایت بے خوف اور نہایت بے انتہا دلیر تھے اپنی والدہ صاحبہ کے بے انتہا فرمانبردار تھے ان کی اجازت کے بغیر کہیں سفر نہیں فرمایا کرتے تھے۔ ۵۷۱ھ میں وفات پائی ص۱۲۳ جلد۳

کرامت

شیخ الاسلام حافظ ابوموسیٰؒ کی وفات پر شدت کی گرمی تھی لیکن عین ان کے کفن دفن کے موقع پر نہایت زبردست بارش ہوئی اصفہان میں پانی کی جو قلت تھی اس صاحب کی وفات پر ختم ہو گئی۔ جمادی الاول ۵۸۱ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ ص۱۲۶ ج۴

کرامت

بالکل اسی طرح سیدی و مرشدی شیخ التفسیر امیر جمعیت علماء اسلام حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ کی جب رمضان المبارک ۱۳۸۰ میں وفات ہوئی تو نہایت ہی بہترین ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں اور آسمان پر خوبصورت بادل چھا گئے مسرت بخش بوندا باندی ہوتی رہی باوجودیکہ جنازہ اور رحلت کے لیے اعلان کے لیے کوئی خاص ذرائع نہیں استعمال کیے گئے تھے پھر بھی تین لاکھ آدمی جنازہ میں شریک ہوئے

(باقی آئندہ)

بقیہ: اسوۂ حسنہ

فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ (الانعام ع۱۵۳)

ترجمہ: اور بے شک یہی میرا سیدھا راستہ ہے سو اسی کا اتباع کرو اور دوسرے راستوں پر مت چلو وہ تمہیں اللہ کی راہ سے ہٹا دیں گے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنے پیارے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الٰہ العالمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (بشکریہ ریڈیو پاکستان لاہور)

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا فکر انگیز
میں
درسِ قرآن

منعقدہ ۲۶ مارچ ۱۹۶۷ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

۷

آگے فرمایا ۔ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ ایسے لوگوں کے لئے جو ایمان کامل کی دولت سے نوازے گئے ، دَرَجٰتٌ کئی درجے ہیں ، بڑے درجے ہیں ، جس طرح دنیاوی زندگی کے درجات ہیں ۔ قیامت کے بھی درجات ہیں ۔ ان کے لئے کئی درجے ہیں ، عِنْدَ رَبِّهِمْ اپنے رب کی طرف سے ۔ جتنا ایمان کامل ہو گا ۔ اتنے درجات بڑھتے چلے جائیں گے ۔ وَمَغْفِرَةٌ اور ان کے لئے مغفرت بھی ہے ۔ درجات تو تب ملیں گے جب بخشش ہو گی تو چونکہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ایک انسان کتنی بھی بلندی پر پہنچ جائے ۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے سوا کتنے بھی عروج پر پہنچ جائے اس سے کسی نہ کسی وقت اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ارادۃً یا بلا ارادہ لغزش صادر ہو سکتی ہے ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ بھی قانون ارشاد فرمایا اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ط نیکیاں برائیوں کو دھو ڈالتی ہیں ۔ گناہ غالب نہ ہوں ۔ گناہ سرزد ہو سکتا ہے ۔ لیکن گناہ دل میں جاگزین نہ ہو کیونکہ گناہ کے بعد جب انسان توبہ کرتا ہے انابت کرتا ہے تو اس توبہ سے بھی درجات بلند ہو جاتے ہیں ۔ توبہ مستقل ایک عبادت ہے ۔ اس لئے میرے بزرگو ! دعا کا حکم دیا ۔ کہ تم دعا کرو ۔ دعا کا کیا مقصد ہے ؟ اللہ نے تو وہی کرنا ہے جو کرنا چاہتا ہے ۔ میں دعا کروں یا نہ کروں آپ دعا کریں نہ کریں ۔ جو اللہ نے کرنا ہے ۔ وہ کرے گا اللہ تعالےٰ ۔ لیکن دعا کے ساتھ کیا ہو گا ؟ بندے کا ربط اللہ کے ساتھ قائم ہو جاتا ہے ۔ دیکھئے نا جب میں دعا کرتا ہوں ، آپ دعا کرتے ہیں تو ہم اپنی دعاؤں کے وقت ، جب اپنے ہاتھ اٹھاتے ہیں ۔ تو ہمارا ربط اور تعلق اللہ تعالےٰ کی ذات کے ساتھ قائم ہو جاتا ہے ۔ اور اس ربط کی وجہ سے کہ یہ بھی ایک عبادت ہے ۔ ہمیں اجر مل جاتا ہے ۔ اس لئے فرمایا کہ دعا نہ کرنے والے متکبر ! قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۔ تمہارے رب کا یہ حکم ہے کہ تم مجھ سے مانگو ۔ میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝ میری عبادت سے ، یعنی مجھ سے مانگنے سے عزور کرنے والے وہ جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے ۔ جو مجھے اپنا رب نہیں مانتے ، اپنے آپ کو مستقل بالمزاج سمجھتے ہیں ۔ اپنے آپ کو مستقل سمجھتے ہیں ، سب کاموں میں ، میری طرف اپنے ہاتھ نہیں پھیلاتے ، وہ تو متکبر ہیں ۔ اور متکبر کی سزا کیا ہے ؟ جہنم ہے ۔ یہاں اس لئے فرمایا کہ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ ان کے لئے درجات ہیں اللہ کی طرف سے ، اور مَغْفِرَةٌ کہیں ان سے غیر ارادی طور پر بھی بتقاضائے بشریت کچھ غلطیاں ہو جائیں ۔ مَغْفِرَةٌ ان کے لئے بخشش بھی ہے ۔ وَرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ اور عزت کا رزق ہے ۔ رزق کے تو ہم سب محتاج ہیں ۔ میں نے ابھی تمہید میں عرض کیا کہ ہمارے ہاں دنیاوی کاموں کو ترجیح اس لئے دی جاتی ہے کہ ہم رزق کے مسئلے میں دنیاوی امور کے محتاج ہیں ۔ چنانچہ اس دور میں تو میرے بزرگو ! سارا مسئلہ ہی روٹی کا بنا ہوا ہے ۔ ہم سب پیٹ کے پیچھے پھر رہے ہیں ۔ نماز رہ جائے تو کوئی بات نہیں ۔ زکوٰۃ نہ دیں تو کوئی بات نہیں ۔ اللہ کے کتنے حکم ٹل جائیں تو کوئی بات نہیں ، کچھ تھوڑی سی روٹی مل جائے ۔ قرآن نے کہا کہ روٹی اللہ کے ذکر میں ہے ۔ اگر تو نے میرا ذکر کیا ۔ تو نے عبادتوں کو قائم رکھا ۔ تو نے اپنے مال میں سے انفاق فی سبیل اللہ کیا تو میں تیرے درجوں کو بلند کر دوں گا ۔ تیری غلطیوں کو بھی معاف کر دوں گا ۔ وَرِزْقٌ كَرِيْمٌ اور میں تجھے بڑی عزت کا رزق دوں گا ۔ بڑی شرافت کا رزق ، جس رزق کے ساتھ تیری دنیا بھی بہتر ہو گی ۔ جس رزق کے ساتھ تیری قیامت بھی بہتر ہو گی ۔ تیرے تھوڑے سے رزق میں بھی میں برکت پیدا کر دوں گا ۔ برکت دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہے نا جی ۔ جب نیکی کے ساتھ رزق حاصل کیا جائے میرے بزرگو ! تو اس نیکی کے رزق میں اصل برکت پیدا ہوتی ہے ۔ تھوڑی سی روٹی ہوتی ہے ۔ اور گھر کے بہت سے افراد کھا لیتے ہیں ۔ آخر یہ اتنے اولیاء اللہ گذرے ہیں ۔ یا اب بھی جو میرے بھائی اور بزرگ اپنی تنخواہوں پر گذارہ کرتے ہیں ۔ رشوت نہیں لیتے ۔ ناجائز طریقے سے پیسہ حاصل نہیں کرتے ۔ میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں ۔ اُن کے دل میں وہ سکون ہے ۔ جو دوسرے بھائیوں اور دوستوں کے دل میں نہیں ہے ۔ وہ اپنے رزق کو رزق کریم سمجھتے ہیں ۔ اور قیامت کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے ۔ آخر انہوں نے مرنا تو ہے ۔ فرمایا کہ جو مومن دنیا میں اللہ تعالیٰ کے حکموں کے پیروکار رہے ، ان کے مرتے مرتے ۔ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو بھی معاف کر دیں گے ۔ اور ان کے لئے قیامت میں رزق کریم ، بڑی عزت کا رزق ہو گا ۔ یعنی فرشتے جو چیزیں پیش کریں گے ۔ ان کے ساتھ احترام بھی ہو گا ۔ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۝ ہو گا ۔ اور رزق کریم کے متعلق قرآن کریم میں بڑی پیاری تفصیلات ہیں کہ جنتیوں کو بالکل کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہو گی ۔ کوئی کلفت نہ ہو گی ۔ بلکہ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ط اپنے رب سے وہ جو کچھ بھی مانگیں گے رب العالمین اُن کو دیں گے ۔ مَا يَشَآءُوْنَ کہنے کی نوبت بھی نہیں آئے گی ۔ بلکہ جو کچھ وہ چاہیں گے ۔ وہ اُن کے سامنے پیش کر دیا جائے گا ۔ تو یہ زندگی کس وقت حاصل ہو گی ! جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کیا جائے ۔ اللہ کے ساتھ ربط ہو ۔ اللہ کا ذکر ہو ۔

اگلی آیتوں میں اللہ تعالےٰ اسی پر ارشاد فرماتے ہیں ، کہ جن لوگوں نے میرا ذکر کیا ۔ ذکر کے بعد میری آیات کو سُنا ۔ آیتوں کو سن کر اُن کا ایمان بڑھا ۔ اُس کی نشانی اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں ۔ یہ آگے مسئلہ جو آ رہا ہے ۔ وہ ہے غزوہ بدر کا ۔ یہ جتنی آیتیں آگے پڑھی جائیں گی انشاء اللہ اگلے درس میں اِن میں غزوہ بدر کی کیفیات ہیں ۔ میں چاہتا ہوں کہ تھوڑی سی تمہید عرض کر دوں ۔ تاکہ اگلے درس میں ہم یہ رکوع ختم کر دیں ۔ اور پھر دوسری سورۃ شروع ہو ۔

میرے بزرگو ! غزوۂ بدر ہوا ہے ۲ھ میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ۔ ابھی ایک سال نہیں گذرا تھا کہ مکے کے کافروں نے بدر کے میدان میں مسلمانوں پر حملہ کیا ۔ یہاں

میں تھوڑی سی بات عرض کر دوں ، تاریخ کے اعتبار سے ، بعض مورخین نے اس میں کچھ ایسی باتیں بھی لکھی ہیں جو غیر محتاط ہیں - مثلاً بعض بزرگوں نے یہ الزام لگایا ہے - عیسائی مصنفوں کے حالات دیکھ کر یا ان کی کتابوں کو دیکھ کر کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے میدان میں اُس قافلے کو لوٹنے کی کوشش کی - جو قافلہ شام سے آ رہا تھا - مکہ مکرمہ جا رہا تھا - اس قافلے کو لوٹنا چاہتے تھے ، کہ یہ بھوکے تھے - مسلمان ویسے بھی بھوکے ہیں یہ تو لوٹ مار کرنے والے ہیں - حالانکہ میرے بزرگو ! یہ بات یوں نہیں ہے - بلکہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ، تو ابو سفیان وغیرہ نے یہ سوچا - یہ مدینہ منورہ پہنچ کر اپنی قوت کو مضبوط کریں گے اور ایک وقت آئے گا کہ یہ مکہ پر فاتحانہ طور پر حملہ کر دیں گے - لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ ان کو آرام سے نہ رہنے دیا جائے بلکہ ان کے خلاف ایک مہیب جنگ کر دی جائے - اُس جنگ کی تیاری کے لئے جیسا کہ آپ دوست جانتے ہیں - مکہ مکرمہ تو وَادٍ غَیْرِ ذِی زَرْعٍ ہے - وہاں تو کوئی چیز کھانے پینے کے لئے پیدا نہیں ہوتی - بڑی کافی آبادی کا شہر اُس وقت بھی تھا - ابو سفیان نے اور دوسرے لوگوں نے شام سے ایک ہزار اونٹوں کے قافلے پہ اپنی ضروریاتِ زندگی کا سامان لایا - ایک ہزار اونٹوں کا قافلہ آپ اندازہ لگائیں ، کتنا بڑا ہو گا ؟ واقدی وغیرہ نے ایک ہزار اونٹ لکھے ہیں - حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی - بطریقِ وحی جبرئیلؑ نے اطلاع دی - اور ویسے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے ذرائع تھے - کہ اس طرح ابو سفیان ایک ہزار اونٹ کے قافلے لاد کر آ رہا ہے - مکہ مکرمہ جائے گا - اور پھر یہ اپنا سٹور کر کے ، مال محفوظ کر کے - آپ کے خلاف جنگ چھیڑے گا - اور یہ مسلمانوں کو نقصان پہنچائے گا - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا - کہ اس طرح شام سے ابو سفیان کا قافلہ آ رہا ہے - جس میں ایک ہزار اونٹ ہیں - اس میں مال ہے ، اور وہ مال اس لئے لے جا رہا ہے کہ اسے تمہارے خلاف استعمال کرے - اس لئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان کے اس ارادے کو ابھی سے توڑ دیا جائے اب آپ بھی سمجھ سکتے ہیں - کہ وہ مسلمان جو ابھی ایک سال ہوا ہے اپنے گھروں سے آئے ہوں اور اُن کے پاس نہ جھونپڑی ہو ، نہ کپڑا ہو ، نہ کھانے کو ہو ، نہ پینے کو ہو ، قرآن کریم نے صحابہ کرام کو جو پہلی نشاندہی فرمائی لِلْفُقَرَاءِ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وہ فقیر جو اپنے گھروں سے نکالے گئے - اور فقیر کہتے ہیں ، اصطلاح میں اُس شخص کو مَنْ لَّا شَیْءَ لَهٗ جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو - مدینہ منورہ کے انصار نے بڑی قربانیاں دیں ، لیکن آپ سوچ سکتے ہیں - کہ جو آدمی ایک سال ہوا ہو گھر سے نکلا ہو - اُس کے دل میں کتنی بیقراری ہو گی - ؟ کتنی بے چینی ہو گی - ؟ اور پھر یہ چیز سامنے ہو کہ ایک ہزار اونٹوں کا قافلہ جس میں کئی آدمی بھی ہوں گے - انسان ہوں گے - بہادر ہوں گے - ابو سفیان اس قافلے کی سرکردگی میں امیر ہو گا - تو وہ لوگ جو ابھی مکہ مکرمہ سے آئے تھے - وہ بھائی کیسے بلا کسی سامان کے لڑ سکتے تھے - ؟ صحابۂ کرام کے پاس صرف دو گھوڑے تھے - مسلمانوں کے پاس صرف دو گھوڑے تھے - اس لئے بعض مسلمانوں نے اس وقت یہی بات پیش کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ، کہ اے اللہ کے نبی ! صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم ! اگر یہ جہاد نہ کیا جائے فی الحال ، یا جو چھوٹا قافلہ آ رہا ہے اس کو اگر قابو کر لیا جائے ، تو بس یہی بہتر ہے - ابو سفیان کو جب اطلاع ملی کہ مسلمان ہمارے تعاقب میں ہیں تو اُس نے اپنے قافلے کو بھی بچا لیا - اور دوسری طرف جا کر مکہ مکرمہ اعلان کیا (تفصیل پھر عرض کروں گا) اعلان کر دیا کہ اس طرح مسلمان ہمیں لوٹنے کے ارادے سے نکلے ہیں مدینہ منورہ سے ، لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ ہم ان کا مقابلہ کریں - تو پھر وہاں سے گیارہ سو یا بارہ سو یا تیرہ سو یا زیادہ کی تعداد میں کافر مکہ مکرمہ سے آئے - مدینہ منورہ کے مقام بدر پر پہنچے - اور صحابۂ کرام کی ۳۱۳ کی تعداد سے اُن کا مقابلہ ہوا جس کو غزوۂ بدر کہا جاتا ہے -

تو اِن اگلی آیتوں میں آ رہا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اس مسئلے پر بات چیت کی - تو وہ بات چیت میرے بزرگو ! طبعی طور پر تھی - کیونکہ مسلمانوں کے پاس سامان نہیں ، سامانِ جنگ نہیں ، کھانے پینے کے لئے کچھ نہیں - تین سو تیرہ ساری تعداد ہے مسلمانوں کی - اور اتنے مہیب لشکر کے ساتھ مقابلہ کرنا - اس لئے انسان کا دل طبعی طور پر ہمت نہیں کرتا - ورنہ صحابہ کرام نے ہر میدان میں امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کی - پیروی کی - اور بدر کے میدان میں بھی پھر جب حضورؐ نے اُن سے رائیں لیں تو صحابہ کرام میں سے انصار کے گروہ نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین دلایا - اور بڑی قوت کے ساتھ یقین دلایا - اور مہاجرین نے بھی یقین دلایا - اور بڑی قوت کے ساتھ یقین دلایا - اور پھر وہ ایسے کامیاب ہوئے کہ قرآن نے اس کو یوم الفرقان کہا - جنگ بدر کا دن کیا تھا - ؟ "یوم الفرقان" وہ دن ، جس دن نے ایک امتیازی حیثیت حاصل کر لی تھی - کہ اسلام تمام دینوں سے غالب دین ہے - اور اسلام میں ایک ایسی قوت موجود ہے - جو دوسرے دینوں میں نہیں - انشاء اللہ اس کی تفصیل میں آئندہ درس میں عرض کروں گا -

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمادیں -

بقیہ : معیارِ محبّت

امانت میں خیانت کرے ، پڑوسیوں کو تنگ کرے مگر اس کے باوجود وہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبّت کا دعوے دار ہے - تو ایسا شخص یقیناً کاذب ہے - مُحِب ہرگز نہیں - حقیقی اور سچا مُحِب وہی ہوتا ہے جو محبوب کی ہر بات کو تسلیم کرے اس کا ہر حکم خوشی سے بجا لائے - وہ مُحِب نہیں جو بات تو کوئی بھی نہ مانے مگر زبان سے محبّت کے بڑے بڑے دعوے کرے - فقط زبانی دعوے کا کوئی اعتبار نہیں -

خلاصہ یہ نکلا کہ اللہ اور اس کے رسول مُحِب اور محبوب وہی ہوتے ہیں جو ان کے حکموں پہ چلتے ہیں ، نافرمانی نہیں کرتے -

اللہ تعالےٰ ہمیں صراطِ مستقیم پہ چلائے -

گزارتے ہیں۔ پانچ وقت ہی خدا کے حضور حاضر ہو کر مسجد میں سبحان ربّی العظیم سبحان ربّی الاعلیٰ کہنے کے لئے پنجوقتہ وہ اِس دربارِ شہنشاہی میں آ جائیں اور پھر جتنی بھی توفیق ہو خدا کا ذکر چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، وضو بے وضو، سواری پر، پیادہ پا کریں تو یہ ہے شکر کا اصل مقام۔ یعنی اللہ نے جو صحت دی، تندرستی دی تو دل بیار دست بکار، دوکان پر بیٹھے ہوں، ہل چلا رہے ہوں، ڈیوٹی پہ کھڑے ہوں، جا رہے ہوں، آ رہے ہوں، تانگے میں ہوں، گاڑی میں ہوں، بس میں ہوں، ہوائی جہاز میں ہوں اگر آپ ذاکر شاغل رہنا چاہیں تو یہ کوئی بڑی بات نہیں دوسرے کو کانوں کان خبر نہیں ہو گی اور آپ کی لَو اللہ سے لگی ہو گی۔

اللہ والوں کی صحبت کے ثمرات

یہ چیز اللہ والوں کی صحبت میں آ کر میسر آتی ہے کہ خلوص پیدا ہو جاتا ہے، عبادت کا طور طریقہ نصیب ہو جاتا ہے۔ ہمّت ہو جاتی ہے اور انسان پھر ہمہ وقت یادِ خدا میں شاغل رہ سکتا ہے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آتا ہے کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَذْکُرُوا اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ اَحْیَانٍ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ وقت ذکر میں شاغل رہتے تھے۔ انسان نیّت بخیر کرلے تو ہر کام عملِ صالح نجات کا سامان اور دین بن جاتا ہے۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے نماز کے لئے آپ تیاری کرتے ہیں، بول و براز سے فراغت حاصل کرتے ہیں، کپڑے پہنتے ہیں، مسجد چل کے آتے ہیں، جمعہ کے لئے یا عام نمازوں کے لئے تو ایک ایک منٹ جس جس کام میں صَرف ہوا چاہے بول و براز میں ہی صرف ہوا، یہ بھی عبادت کے کھاتے لگ جائے گا جیسا کہ جہاد کے لئے جو گھوڑے، اونٹ وغیرہ ہوں اُن کی لید تک نیکی کے کھاتے میں پڑ جاتی ہے۔

نیت ہی اصل چیز ہے۔

نیک کام کی نیّت ہو تو بظاہر غلط کام بھی جو ہے تو وہ بھی نیکی بن جاتا ہے۔ اگر نیّت بد ہو تو نیک کام بھی بد بن جاتا ہے اور اللہ والوں کی صحبت میں یہ چیز نصیب ہوتی ہے۔ حضرتؒ اس پر تفصیل سے فرمایا کرتے تھے ڈاکٹر کسی کی جان بچانے کے لئے ٹانگ کاٹتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ یہ ٹانگ تو گل سڑ گئی ہے، نیچے زہر ہے اوپر چلا گیا تو سارا جسم ختم ہو جائے گا، اگر ٹانگ کٹ جائے تو باقی جسم بچ جائے گا تو وہ مریض اپریشن سے اگر مر گیا، تدبیر کارگر نہ ہوئی، لیکن اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ نیّت کی وجہ سے اُس کو اجر ملے گا۔ دوسری طرف ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور مقصود ہے ریا، نمائش، لوگوں کو دکھانا، نیک بننا، خیرات کرتا ہے اور نیّت ہے حاتم طائی کی سی شہرت حاصل کرنے کی تو یہ نیک عمل ہوتے ہوئے بھی بد بن جائے گا اور ہلاکت کا موجب بن جائے گا اور اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکِ اصغر قرار دیا ہے۔ یعنی ہے عمل نیک، نیّت بخیر نہیں، تو وہ عمل بد بن گیا —— اور دوسری طرف وہ ڈاکٹر کا عمل بخیر نہیں تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ مسلمان آنکھ کا اشارہ بھی مسلمان کی طرف کرے تو فَلَیْسَ مِنَّا۔ وہ ہم میں سے نہیں ہے، اور وہ ٹانگ کاٹ رہا ہے لیکن اپنے لئے جنّت کا سامان کر لیتا ہے۔ اسی لئے یہ خلوص اور اس کی پہچان اللہ والوں کا کام ہے۔

اللہ والوں کا رنگ

اللہ والے ہی یہ رنگ چڑھاتے ہیں۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ علماء ہیں رنگ فروش اور اللہ والے رنگ ساز ہیں۔ علماء مسئلہ بتا سکتے ہیں، اللہ والے رنگ چڑھا دیتے ہیں۔ تہجد سب جانتے ہیں کہ بڑے ثواب اور اجر کا باعث ہے۔ اللہ والوں کی صحبت میں آ کر انسان پہ عمل کا رنگ چڑھ جاتا ہے اور علماء کی صحبت میں اُس کے فوائد، مسائل اور اس کی تفصیلات انسان کو پتہ چل جاتا ہے۔

سو اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے علمائے ربانی ظاہر کے عالم اکمل اور باطن کے بھی کامل ہیں۔ یہ ہی در حقیقت اللہ والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنہی کے ساتھ ہمیں وابستہ رکھے بلکہ ساری دنیا کے انسانوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ ساری دنیا کے مسلمانوں کو راہ ہدایت اور نیک اعمال کی توفیق ارزانی فرمائیں۔

ہمیں تعلیم یہ دی گئی ہے قرآن نے فرمایا اپنی نشست و برخاست نیکوں کے ساتھ رکھو۔

صحبتِ صالح تُرا صالح کند
صحبتِ طالح تُرا طالح کند

نیکوں کی صحبت میں، اللہ والوں کی صحبت میں، علماء کی صحبت میں بچوں کو بٹھائیں، خود جائیں نیک سوسائٹیاں ڈھونڈ ڈھانڈ کے اپنے اہل و عیال کو وہاں لے جائیں۔ اور اگر نہیں، تو پھر اس سوسائٹی سے جو انسان کو گمراہی کی طرف لے جائے۔ اکیلا گھر میں رہنا بہتر ہے اور اکیلے سے بہتر ہے ذاکر و شاغل انسان گھر میں رہے۔ اور اس سے کہیں بہتر ہے کہ انسان گھر میں بچوں کے ساتھ مل کر ذکر کرے۔

حضرتؒ کی تاکید

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہر گھر میں ذکر اللہ ہونا چاہیئے۔ اپنی مثال نہیں دیا کرتے تھے۔ لیکن میں عرض کرتا رہتا ہوں کہ کبھی نہیں ہم نے دیکھا کہ والدہ مرحومہ زندہ ہوں اور گھر میں ذکر نہ ہو۔ ہر روز مغرب کے بعد جو بھی گھر میں ہوتا تھا ذکر میں شاغل ہوتا تھا، ہفتہ بھر، روزانہ اور بہت زیادہ ذکر ہوتا تھا۔ اور پھر اس کی برکات ہم نے جو اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں اُن کی مثال نہیں مل سکتی۔

میرا ذاتی مشاہدہ: مشتے نمونہ از خروارے۔

آپ اندازہ لگایئے کہ نہ کوئی آمدنی، نہ کوئی زمین، نہ جائیداد، نہ تنخواہ ہر سال حضرتؒ کو اللہ تعالیٰ عمرے اور حج کی اہل و عیال سمیت توفیق عطا فرماتے تھے۔ دس دس بارہ بارہ ہزار روپے خرچ آتا تھا۔ یہ محض خدا کا فضل نہیں تو اور کیا تھا؟ مسجدیں بن رہی ہیں، مدرسے بن رہے ہیں۔ بظاہر آمدنی کوئی نہیں ہے اور ریل پیل ہے جیسا کہ نہر بہہ رہی ہو وہ چیزیں اب باقی نہیں۔ جب تک دونوں ذاکر شاغل تھے ادھر چوبیس گھنٹے حضرتؒ کا اللہ اللہ کرانا، لوگوں کو اللہ کا کلام پڑھانا، سکھانا، ادھر والدہ مرحومہ کا بالکل یہی کام۔ دونوں ذاکر۔ دونوں گھر میں جب مل جاتے تھے تو نُورٌ علی نُور ہو جاتا تھا۔ دونو اکٹھے عمرے اور حج پر جمع ہوتے تھے۔ خود مجھے چار مرتبہ حج میں ان کی صحبت اور خدمت کا موقع ملا۔ میرے بڑے بھائی کہا کرتے ہیں کہ بھائی مجھے رشک آتا ہے تم پر۔ چار دفعہ حرمین میں والدین کی خدمت کی توفیق ہوئی ہے، یہ تو ڈبل حج کے برابر ہو گئے، ایک کی بجائے دو حج سمجھو۔ اور واقعہ یہی ہے۔ ماں باپ کے قدموں میں ہی تو

جنت ہے۔ اگر کوئی ہے آپ کے آباؤ اجداد میں سے تو اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اپنے بڑوں کی خدمت اور اُن کو خاص کر حج کرانے کی توفیق دے۔

اولاد کی تربیت

آپ کا عملِ خیر بھی اُن کے کھاتے میں پڑتا ہے اور خدا نخواستہ اگر غلط راستہ اختیار کرتے ہیں تو ماں باپ بھی پکڑے دھکڑے جائیں گے۔ یعنی بچے کو حافظ بناتے ہیں، ماں باپ کو تاج مل رہا ہے۔ اندازہ لگائیے، اور غلط کاری میں اگر ماں باپ شریک ہیں بچے کی صحیح تربیت نہیں کرتے تو قیامت کے دن (قرآن میں آتا ہے) جب سزا دیں گے اللہ تعالیٰ تو اولاد ماں باپ کے لئے دُگنے عذاب کا مطالبہ کرے گی یا اللہ انہوں نے جہنم کا راستہ ہمیں دکھایا، جنت کا نہ دِکھایا، اللہ والوں کا راستہ نہ دکھایا، اس لئے ان کو بڑا عذاب دے۔ اور نیک اولاد ہو گی تو صدقہ جاریہ بنے گی اور دعا کرے گی رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ؕ اے اللہ جس طرح ہم پر یہ مہربان تھے بچپن میں، اس طرح ان پر شفقت فرما۔ اندازہ لگائیے۔ اگر نیک اولاد ہے تو آپ کے لئے وبالِ جان نہیں ہے، بلکہ سامانِ نجات ہے، شفاعت کا سامان ہے، اور اگر خدا نخواستہ غلط معاملہ ہے تو پھر بجائے آپ کے کھاتے میں نیکی ڈلوانے کے اُلٹا آپ کے لئے عذاب کا باعث بن جائیں گے۔ سو اللہ تعالیٰ اولاد دیں تو نیک دیں، زندگی والی دیں، اللہ تعالیٰ ہر کسی کو اگر اہل و عیال دیں تو نیک دیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ؎

زنِ بد در سرائے مردِ نکو!
ہم دریں عالم است دوزخِ او

اگر بد عورت ہے تو سارا گھر جہنم بن جاتا ہے اور نیک ہو تو سارا گھر جنت بن جاتا ہے۔ اسی طرح اولاد اگر نیک ہے تو آپ کے لئے سامانِ نجات ہے، بخشش کا سامان ہے، خدا نخواستہ غلط تربیت ہے تو وہ آپ کے لئے جہنم کا سامان ہے۔ سو اسی لئے قرآن کی تعلیم ہے قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا ؕ خود جہنم سے بچیں، اہل و عیال کو بچائیں اور میں نے شروع میں فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ کہا، کہ ذکر اذکار ہی ہماری زندگی کے جان ہیں اور ہماری تخلیق کا مقصد ہیں۔

مقصدِ تخلیق

مقصدِ تخلیق ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ؕ فرائض پنجگانہ تو آپ ادا کر دیتے ہیں، سبکدوش ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ فرائض کے درجے کی بات ہے یہ ایسے ہی ہے جیسے کہ آپ نے مکان بنا لیا، نقش و نگار نہیں ہیں، دروازے نہیں ہیں، باقی چیزیں نہیں ہیں، تو گذارہ تو ہو جائے گا لیکن اگر دروازے ہوں، نقش و نگار ہو، سفیدیاں ہوں اور نہایت زیب و ترتیب کے ساتھ ہو تو یہ وہی ہے جس طرح کہ نوافل ہیں سنن ہیں، فرضی روزے ہیں، نفلی روزے ہیں، نفلی نمازیں ہیں، فرضی نمازیں ہیں۔ وہ پھر نُورٌ علیٰ نُور ہیں۔ سو اس لئے اللہ تعالیٰ اُن فرائض سے بڑھ کر جو توفیق ہے جیسے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عرض کیا کہ ہمیشہ ذکر میں رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حتی الوسع جہاں تک ہو سکے اُنؐ کی پیروی کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؕ

بقیہ :- خطبہ جمعہ

اور اس کی حقیر سی خدمت بھی نہ کرے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس نے نماز کا مقصد ہی نہیں سمجھا اور یہ بھی مکذبِ قیامت کی طرح دوزخ میں جائیگا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسلام اپنے پیروکاروں سے حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ مخلوقِ خدا کے حقوق ادا کرنے کا بھی شدّت سے تقاضا کرتا ہے اور اُس شخص کو جہنمی اور اسلام سے دور قرار دیتا ہے جو خلق اللہ کی دلآزاری کرتا ہے اور اس کی حقیر سی خدمت بھی نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اخلاص عطا فرمائے اور مخلوق سے ہمدردی کی توفیق دے۔ (آمین)

اعلانات

● شیخ الاسلام حضرت مولانا شمس الحق افغانی مدظلہ اور ان کی معیت میں مولانا عبدالقادر آزاد جنرل سیکرٹری اسلامی مشن پاکستان بہاولپور ۲۳ر فروری کو لاہور سے بذریعہ طیارہ ڈھاکہ روانہ ہو رہے ہیں جہاں وہ جشنِ نزولِ قرآن کی اہم تقریب میں شرکت فرما کر مشرقی پاکستان کے اہم مقامات کا دورہ فرمائینگے۔

● تنظیم اہلسنت پاکستان کی مجلس شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق جمعہ ۹ر فروری سے تنظیم اہلسنت پاکستان کے مرکزی دفتر کی مسجد جامع مسجد صدیقیہ میں حضرت مولانا عبدالشکور صاحب دینپوری ناظم شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اہلسنت پاکستان جمعہ کی خطابت کا آغاز فرمائینگے۔ آپ اس مسجد میں ہمیشہ کے لئے خطابت فرمائینگے تمام حضرات مولانا عبدالشکور کی ڈاک بھی مرکزی دفتر تنظیم اہلسنت پاکستان نواں شہر ملتان کے پتہ پر بھیجا کریں۔ (محمد رمضان ملتانی)

● جامعہ رشیدیہ بھکر کا سالانہ جلسہ مورخہ ۱۶ر ۱۷ر ۱۸ر ذیقعد ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۶ر ۱۷ر ۱۸ر فروری ۱۹۶۸ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہو رہا ہے جس میں ملک بھر کے مشہور و معروف علماء و مشائخ شرکت فرمائیں گے

● مرکزی جامعہ مسجد کامونکی ضلع گوجرانوالہ میں حضرت مولانا قاری عبدالحی صاحب عابد لائل پوری نے مستقل ماہ جنوری ۶۸ء سے جمعۃ المبارک پڑھانا شروع کر دیا ہے۔ احباب قاری صاحب کا پتہ نوٹ کر لیں اور مذکورہ بالا پتہ پر خط و کتابت فرمادیں۔ حاجی محمد شفیع جنرل سیکرٹری انجمن اصلاح و تبلیغ مرکزی جامعہ مسجد۔

نتیجہ امتحان وفاق المدارس العربیہ پاکستان، مدارس ملحقہ فوقانیہ ۱۳۸۷ھ

۱۔ دارالعلوم سرحد پشاور

رول نمبر	نام	نمبر حاصلکردہ	کامیاب درجہ
۱	محمد الصلاح	۲۵۰	ادنیٰ
۲	غلام حبیب	ضمنی امتحان صحیح بخاری	
۷	حبیب الرحمٰن	〃	
۸	خلیل الرحمٰن	〃	
۹	شیر بادشاہ	۳۱۲	وسطیٰ
۱۰	عنایت اللہ	۳۳۰	〃
۱۴	عبداللہ	۳۲۲	〃
۱۶	محمد ابراہیم	۲۶۲	ادنیٰ
۱۷	عبدالرحمٰن	ضمنی صحیح بخاری	
۳	محمد علی	۳۱۱	وسطیٰ
۲۲	گل منان	ضمنی بخاری	
۲۴	میر اعظم	〃	
۲۵	خان غالب	〃	
۲۷	تاج محمود	〃	

۲۔ دارالعلوم نعمانیہ اتمانزئی

رول نمبر	نام	نمبر حاصلکردہ	کامیاب درجہ
۳۱	محمد زاہد	ضمنی بخاری	
۳۲	محمد شریف	۳۵۵	وسطیٰ
۳۷	محمد ایوب	ضمنی بخاری	
۳۸	گلاب الدین	۳۱۹	〃
۴۱	رحمٰن اللہ جان	۳۱۵	〃
۴۲	ذوالفقار	۲۶۲	ادنیٰ
۴۳	منل خاں	۳۳۶	
۴۴	محمد اکبر	۳۰۳	وسطیٰ
۴۵	عبدالرزاق	۲۹۲	ادنیٰ
۴۶	ضمیر گل	۳۶۷	علیا

۳۔ دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا ملتان

رول نمبر	نام	نمبر حاصلکردہ	کامیاب درجہ
۴۷	محمد عبدالکریم	ضمنی صحیح بخاری	
۴۸	عبدالستار	۳۳۸	وسطیٰ
۴۹	ظفر احمد	۴۶۶	علیا
۵۰	بشیر احمد	۳۱۶	وسطیٰ
۵۳	عبدالحکیم	ضمنی بخاری	
۵۴	عبدالرزاق	۳۰۷	〃
۵۵	محمد رمضان	۲۸۰	ادنیٰ

۴۔ مدرسہ مطلع العلوم کوئٹہ

رول نمبر	نام	نمبر حاصلکردہ	کامیاب درجہ
۵۹	عبدالولی	ضمنی صحیح بخاری	
۶۰	عبدالباقی	۳۴۸	وسطیٰ
۶۲	نصر اللہ	۲۶۶	ادنیٰ

۵۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (پشاور)

رول نمبر	نام	نمبر حاصلکردہ	کامیاب درجہ
۶۵	اللہ داد	۲۶۰	ادنیٰ
۶۷	محمد السلام	۳۵۱	وسطیٰ
۶۸	فاتح محمد	۲۷۷	ادنیٰ
۷۱	آغا محمد	۳۸۳	علیا
۷۲	عبدالرؤف (۱)	۳۰۵	وسطیٰ
۷۳	عبدالمنان	۲۹۸	ادنیٰ
۷۴	عبدالرؤف (۲)	۳۵۸	وسطیٰ
۷۶	حبیب احمد	۳۳۵	وسطیٰ
۷۷	محمد شیر خان	۳۱۰	〃
۷۸	عبدالسلام	۳۱۳	〃
۷۹	محمد رفیق	۲۵۷	ادنیٰ
۸۰	معروف الدین	۳۱۴	وسطیٰ
۸۱	سید جمیل	۳۷۶	علیا
۸۲	محمد سالم	۴۴۴	〃
۸۳	عبداللہ	۴۵۴	〃
۸۴	محمد صادق	۳۰۹	وسطیٰ
۸۵	عبدالمنان	۳۳۴	〃
۸۶	بدرالدین	۲۹۸	ادنیٰ
۸۷	مہتاب شاہ	۳۹۸	وسطیٰ
۸۸	غنی بادشاہ	۳۵۱	〃
۸۹	عبدالوہاب	۳۱۶	〃
۹۰	فضل رازق	۴۰۴	علیا
۹۱	غلام حمید	۲۷۳	ادنیٰ
۹۲	حبیب اللہ	۳۰۹	وسطیٰ
۹۳	محمد رسول	۲۷۰	ادنیٰ
۹۴	عبدالہادی	۲۸۱	〃
۹۵	نور محمد	۳۹۴	علیا
۹۶	فضل معبود	۳۰۵	وسطیٰ
۹۷	عبداللطیف	۳۰۲	〃
۹۸	جہان نور	ضمنی بخاری شریف	
۹۹	نور نبی	۳۵۶	〃
۱۰۰	امیر زاہد	۲۹۸	ادنیٰ
۱۰۱	شیر زمان	۳۰۸	وسطیٰ
۱۰۲	محمد حسن	۳۵۸	〃
۱۰۳	عبدالواحد	۲۸۲	ادنیٰ
۱۰۴	عبدالکریم	۲۸۹	〃
۱۰۵	عبداللہ	۳۴۴	وسطیٰ
۱۰۶	بدر الدجیٰ	بخاری شریف	
۱۰۷	خلیل الرحمٰن	بخاری شریف	
۱۰۸	حبیب الرحمٰن	۳۲۴	〃
۱۱۰	ولی محمد	۴۸۸	علیا
۱۱۱	محمد سعید اللہ	۳۳۷	وسطیٰ
۱۱۳	نیاز محمد	۲۸۷	ادنیٰ
۱۱۴	غلام علی	۴۰۴	علیا
۱۱۵	عزیز الرحمٰن	۴۱۴	〃
۱۱۶	مطیع الحق	بخاری شریف	
۱۱۸	اللہ نور	۲۴۴	ادنیٰ
۱۲۰	محمد سرور	۳۷۸	علیا
۱۲۱	عبدالرب	۲۹۰	ادنیٰ
۱۲۲	شمس التبریز	۳۰۰	وسطیٰ
۱۲۳	محمد ظاہر شاہ	۴۷۶	علیا
۱۲۴	محمد عالم	۲۴۸	ادنیٰ
۱۲۵	غوث عالم	۳۵۲	وسطیٰ
۱۲۶	محمود مسعودی	۲۲۶	ادنیٰ
۱۲۷	عبدالواسع	ضمنی بخاری	
۱۲۸	قاضی محمد مبارک	۳۴۳	وسطیٰ
۱۲۹	محمد عبدالغفور	۳۴۷	〃
۱۳۱	حبیب الحق	۳۹۰	علیا
۱۳۲	گل کریم خاں	ضمنی بخاری	
۱۳۳	محمد سلیم	۳۵۰	وسطیٰ
۱۳۴	محمد نور گل	۲۵۳	ادنیٰ
۱۳۵	شمس الدین	۴۴۰	علیا
۱۳۶	محمد ظاہر شاہ	۳۶۴	〃
۱۳۷	فضل علی	۳۶۰	〃
۱۳۹	محمد عمر	۳۵۱	وسطیٰ
۱۴۰	رؤف احمد	۴۱۲	علیا
۱۴۱	حبیب شاہ	۳۰۷	وسطیٰ
۱۴۲	محمد شفیق	۲۴۰	ادنیٰ
۱۴۳	محمد حسن	۳۰۹	وسطیٰ
۱۴۴	گل محمد	۲۸۶	ادنیٰ
۱۴۵	تاج محمد	۳۴۹	وسطیٰ
۱۴۶	غفران اللہ	۴۳۴	علیا
۱۴۷	ممتاز احمد	۳۶۷	〃
۱۴۸	فضل سبحان	۲۵۶	ادنیٰ
۱۴۹	محمد انوار الحق	۴۲۱	علیا
۱۵۰	لطف الرحمٰن	۳۷۶	〃
۱۵۱	باز محمد	۲۵۸	ادنیٰ
۱۵۲	محمد صدیق	۲۸۵	〃
۱۵۳	سیف الرحمٰن	۴۳۱	علیا
۱۵۴	عبیدالرحمٰن	۲۷۸	ادنیٰ
۱۵۵	انار گل	۳۱۰	وسطیٰ
۱۵۶	احسان الدین	۳۶۷	علیا

بقیہ: حجیت حدیث

قرآن کا بھی انکار ہے۔ کیونکہ قرآن میں تقدیر کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے صاف ارشاد فرمایا خلق کل شیئ فقدرہٗ تقدیرا۔

(باقی آئندہ)

رول نمبر	نام	نمبر حاصلکردہ	کامیاب درجہ
۱۵۷	سعید جان	۲۴۳	ادنیٰ
۱۵۸	عبدالرحیم	۳۵۸	وسطیٰ
۱۵۹	محمد انور شاہ	۳۲۷	وسطیٰ
۱۶۰	فیض الرحمان	۳۲۲	〃
۱۶۲	عبدالغفور	۲۷۰	ادنیٰ
۱۶۳	محمد حنیف	۳۳۸	وسطیٰ
۱۶۴	نعیم اللہ	۳۴۰	〃
۱۶۵	عبدالحق	۳۱۵	〃
۱۶۷	حبیب گل	۴۸۴	علیا
۱۶۸	محمد عالم	ضمنی بخاری	
۱۶۹	خدری نور	۳۴۱	وسطیٰ
۱۷۰	عبدالرشید	ضمنی بخاری	
۱۷۱	رحمت اللہ	۲۶۹	ادنیٰ
۱۷۳	عبدالغفور	۳۸۱	علیا
۱۷۴	شیر زماں	۲۷۳	ادنیٰ
۱۷۵	زین العابدین	۳۲۰	وسطیٰ
۱۷۶	عبدالحمید	۲۴۰	ادنیٰ
۱۷۷	میاں ولی	۲۵۷	ادنیٰ
۱۷۸	عبدالحی	۲۹۴	〃
۱۷۹	عبدالمجید (ضمنی)	۴۰ صرف ترمذی	〃
۱۸۰	محمد داؤد (ضمنی)	۴۰ صرف بخاری	〃

۶۔ مدرسہ عربیہ قاسم العلوم فقیروالی

رول نمبر	نام	نمبر حاصلکردہ	کامیاب درجہ
۱۸۱	حافظ محمد ادریس	۳۸۳	علیا
۱۸۲	غلام قادر	ضمنی بخاری	
۱۸۳	محمد احمد اظہر	۳۶۸	علیا
۱۸۴	شرف الدین	۳۱۶	وسطیٰ
۱۸۵	محمد یونس ارشد	۳۴۸	〃

۷۔ مدرسہ عربیہ اشاعت العلوم لائلپور

رول نمبر	نام	نمبر حاصلکردہ	کامیاب درجہ
۱۸۷	عبدالبر	۳۹۹	علیا

۸۔ مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی

رول نمبر	نام	نمبر حاصلکردہ	کامیاب درجہ
۱۸۹	عبدالوہاب	۳۳۱	وسطیٰ
۱۹۰	محمد طیب	۴۰۳	علیا
۱۹۱	محمد زکریا	۳۸۵	〃
۱۹۲	عبداللہ	۳۴۴	وسطیٰ
۱۹۳	سلطان الحق	۴۰۰	علیا
۱۹۴	ضیاء الرحمن	۴۶۹	〃
۱۹۵	فضل الہیٰ	۴۶۵	〃
۱۹۶	عبدالمتین	۴۴۵	〃
۱۹۷	محمد امین	۵۳۱	〃 نمبر اول
۱۹۸	عبدالحمید	۴۵۸	علیا
۱۹۹	محمد حبیب اللہ	۴۰۴	علیا
۲۰۰	فرمان الحق	۴۴۲	〃
۲۰۱	محمد اعزاز علی	۲۴۳	ادنیٰ
۲۰۲	عبدالقدوس	۲۶۶	〃
۲۰۳	الہیٰ بخش	۲۸۸	〃
۲۰۴	محمد عبدالباسط	۴۰۳	علیا
۲۰۵	شفیق الرحمن	۴۱۵	〃
۲۰۶	اظہر علی	۴۱۶	〃
۲۰۷	محمد عبدالمنان	۴۷۱	علیا
۲۰۸	محمد اظہار الحق	۴۷۷	〃
۲۰۹	محمد خلیل الرحمن	۴۲۸	〃
۲۱۰	وکیل احمد	۳۴۳	وسطیٰ
۲۱۱	محمد اسمٰعیل	۳۳۳	〃
۲۱۲	خورشید احمد	۳۱۷	〃
۲۱۳	منیب الرحمن	ضمنی بخاری	

۹۔ مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان

رول نمبر	نام	نمبر حاصلکردہ	کامیاب درجہ
۲۱۴	عبدالحکیم بتوی	۴۰۹	علیا
۲۱۵	نجم الدین	۴۴۶	〃
۲۱۶	خادم محمد قریشی	۳۳۸	وسطیٰ
۲۱۷	محمد شفیع	۳۲۴	〃
۲۱۸	عبدالغفور	۴۰۸	علیا
۲۱۹	محمد سلیم	۳۴۹	
۲۲۰	محمد یٰسین	ضمنی بخاری	
۲۲۱	معصوم خاں	۴۲۶	علیا
۲۲۲	احمد علی	۳۱۹	وسطیٰ
۲۲۳	محمد عاشق الہیٰ	۳۳۱	〃
۲۲۶	عبدالرحمن	۳۴۵	〃
۲۲۷	محمد یوسف	۴۶۴	علیا

۱۰۔ مدرسہ عربیہ خیر المدارس ملتان

رول نمبر	نام	نمبر حاصلکردہ	کامیاب درجہ
۲۲۸	غلام مصطفیٰ	۳۵۹	وسطیٰ
۲۲۹	محمد شریف	ضمنی بخاری شریف	
۲۳۰	عبدالحلیم	۳۳۶	وسطیٰ
۲۳۱	عبدالمجید	۲۴۶	ادنیٰ
۲۳۲	خدا بخش	۲۸۸	〃
۲۳۳	عبدالحمید انور	۳۳۰	وسطیٰ
۲۳۴	حافظ غلام فرید	۳۵۵	〃
۲۳۶	حاجی احمد	۳۱۹	〃
۲۳۸	محمد خالد	۳۴۷	〃
۲۳۹	محمد حنیف	۳۴۰	〃
۲۴۰	حافظ ریاض احمد	۳۵۱	〃
۲۴۱	محمد صدیق	۳۰۳	〃
۲۴۲	محمد عبداللہ	۳۸۲	علیا

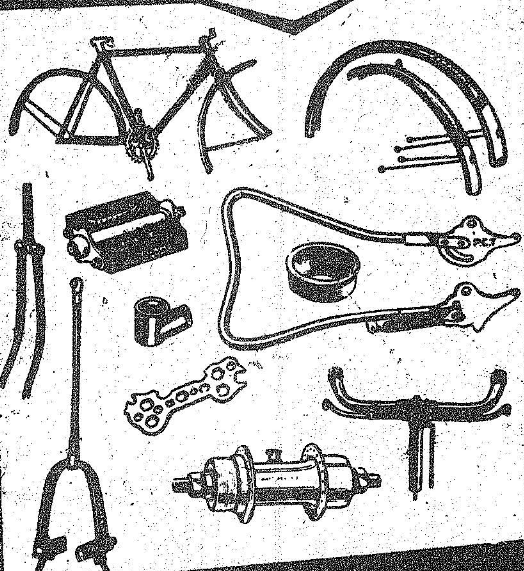
۱۱۔ مدرسہ عربیہ مظہر العلوم کراچی

رول نمبر	نام	نمبر حاصلکردہ	کامیاب درجہ
۲۴۳	محمد شفیق	۳۶۹	علیا
۲۴۴	محمد عبدالاحد	۳۴۹	وسطیٰ
۲۴۶	کبیر احمد	ضمنی بخاری شریف	

۱۲۔ مدرسہ عربیہ معراج العلوم بنوں

رول نمبر	نام	نمبر حاصل کردہ	کامیاب درجہ
۲۴۷	سید رحمٰن شاہ	۳۱۴	وسطیٰ
۲۴۸	محمد جان	۲۶۰	ادنیٰ
۲۴۹	فیض محمد	۲۵۲	〃
۲۵۵	اجمل خان	۲۴۴	ادنیٰ
۲۵۶	محمد رسول خاں	ضمنی بخاری	
۲۵۹	غازی محمد	۲۶۱	ادنیٰ
۲۶۰	فضل الرحمن	۳۱۳	وسطیٰ
۲۶۶	عبدالصمد	۳۰۴	〃

محمد ادریس ۔ ناظم امتحان



بچوں کا صفحہ

حضرت لاہوریؒ کی کرامات

ابوالریاض - بہاولپور

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ میری درخواست پر اکثر بورسٹل جیل لاہور تشریف لایا کرتے تھے۔ ۱۶ر ستمبر ۱۹۵۹ء کا ذکر ہے کہ آپ بورسٹل جیل تشریف لائے۔ عیدمیلاد کا دن تھا اور ایک ہزار سے زائد قیدی سکول میں جمع تھے۔ افسران اور سٹاف ممبران کی تعداد بھی خاصی تھی۔ حضرت لاہوریؒ نے متواتر ایک گھنٹہ تک فضائل درود شریف بیان فرمائے اور کہا کہ صحیح مسلمانی یہ ہے کہ میلاد ہر وقت ہوتا رہے اور درود و سلام زبان پر جاری رہے۔

آئی جی شیخ اکرام علی صاحب نے حضرت ممدوحؒ کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔ اور شیخ محمد شریف صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈسٹرکٹ جیل جو آپ کے واعظ سے بہت متاثر ہوتے تھے کہنے لگے۔ کہ حضور! میرے ہاں بھی تشریف لے چلیں۔ چنانچہ آپ ڈسٹرکٹ جیل تشریف لے گئے۔ وہاں بھی آپ نے اور مولانا محمد محی الدین احمد نے آدھ آدھ گھنٹہ تک قیدیوں کو خطاب کیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی قید کا ذکر بھی سنایا۔ اسی دوران میں ایک ہیڈ وارڈر آیا اور محمد رفیق نامی ایک قیدی کا سلام عرض کیا۔ جس نے زیارت کی التجا کی تھی۔ محمد رفیق پر ۳۰۲ کا کیس تھا اور وہ پھانسی کی کوٹھڑی میں بند تھا۔ چنانچہ سپرنٹنڈنٹ جیل نے ہر طرح اجازت دے دی۔ کہ خواہ پھانسی والے کو لایا جائے خواہ حضرت وہاں تشریف لے چلیں۔ چنانچہ حضرتؒ نے خود پھانسی والے کے پاس جانا پسند فرمایا۔ میں بھی ساتھ ساتھ تھا۔ جس وقت حضرت پھانسی کی کوٹھڑی میں داخل ہوئے تو محمد رفیق قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔ اس نے عرض کیا کہ یا حضرت! میرے لیے دعا کریں میں چند دن کا مہمان ہوں اللہ میرے حال پر رحم کرے اور زندگی بخشے۔ آپ نے محمد رفیق کو دلاسا دیا اور وہیں کھڑے کھڑے دعا فرمائی اور تشریف لے گئے۔

اللہ بڑا مسبب الاسباب ہے وہ جب اپنے کسی ولی کی دعا قبول فرماتا ہے تو اسباب بھی پیدا فرما دیتا ہے۔ چنانچہ گورنمنٹ نے اس کے چالیس دن بعد یوم انقلاب کی خوشی میں ۲۷ر اکتوبر ۱۹۵۹ء کو تمام پھانسی والوں کی پھانسی معاف کر دی۔ نہ صرف محمد رفیق بلکہ اسی طرح کے سینکڑوں پھانسی والے زندگی پا گئے۔ کوئی اسے کچھ کہے کچھ سمجھے میں تو اسے حضرتؒ کی کرامت سمجھتا ہوں اور بس۔

آپ فی الواقع مستجاب الدعوات تھے۔ پتہ نہیں سوا مہینہ تک کس طرح اپنے رب کو مناتے رہے۔ اور محمد رفیق کی زندگی کی دعا کرتے رہے۔ محمد رفیق کو پھانسی کی بجائے قید ہوئی تھی آج کل رہا ہو چکا ہے۔ مونگ کا رہنے والا تھا۔ زیادہ واللہ اعلم بالصواب۔

ایک دفعہ سیالکوٹ سے خط آیا تھا کہ حضرت لاہوریؒ کی آخری آرام گاہ پر نلکا لگوانے کی اجازت ہو جائے۔

غالباً سنہ ۱۹۶۱ء کا ذکر ہے ایک دفعہ پھر حضرتؒ کو بورسٹل تشریف لانے کی دعوت دی گئی مگر اب کی بار مجلس سردار علی محمد صاحب ڈاہر سپرنٹنڈنٹ کی کوٹھی پر تھی۔ وعظ و نصیحت سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ حضرت! آپ کو مساجد بنوانے کا بڑا شوق ہے۔ ہمارے ہاں یہاں باغ جناح میں کرنل حاجی سلامت اللہ صاحب مسجد بنوا رہے ہیں۔ اگر آپ دیکھنا پسند فرمائیں تو تشریف لے چلیں۔ آپ نے صاد فرمایا۔ چنانچہ پانچ منٹ میں ہم وہاں پہنچ گئے۔ اہل لاہور جانتے ہیں کہ مسجد دارالسلام باغ جناح اس وقت کتنی طویل و عریض ہے۔ مگر ابتداء میں سوائے ایک چبوترہ کے کچھ نہ تھی اور اس دن بموجب اجازت سرکاری صرف اتنی جگہ پر ہی مسجد تعمیر کرنے کی اجازت تھی جتنی جگہ پر چبوترا تھا۔ گویا وہ چبوترا ہی مسقف کیا جانا تھا۔ جو موجودہ پکی سڑک سے کافی دور تھا۔ چنانچہ موٹر سڑک پر رکی اور حضرت موٹر سے اتر کر مسجد کی طرف چلے تو میں آگے آگے تھا۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت! وہ مسجد ہے۔ اور میں جوتوں سمیت مسجد کی طرف آگے آگے لپکا مگر آپ نے سڑک کے کنارے کھڑے ہو کر فرمایا —— نہیں یہیں سے شروع ہوتی ہے۔ چنانچہ ان کی پیروی میں میں نے بھی جوتا اتار لیا —— یہ تھی حضرتؒ کی بصیرت یا کشف یا کرامت جو دل چاہے کہہ لیں۔ میں نے جو کچھ لکھا ہے بالکل صحیح لکھا ہے اور اس وقت مسجد کی وسعت آپ ناظرین خود ملاحظہ فرمادیں۔ ان دنوں یہ وہم و گمان بھی نہ تھا کہ جو لوگ صرف چبوترے پر ہی مسجد بنانے کی اجازت نہیں دے رہے وہ اتنا لمبا چوڑا صحن کس طرح برداشت کریں گے مگر اس وقت آپ خود جا کر مسجد کا صحن ملاحظہ فرمائیں کہ عین سڑک کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اور مزید کتب خانہ اور مدرسہ اس کے علاوہ ہیں۔ آپ نے مسجد میں کھڑے ہو کر بھی دعا فرمائی تھی۔

نصیحت

تم شوق سے کالج میں پڑھو پارک میں پھولو!
جائز ہے غباروں میں اڑو چرخ پہ جھولو!
لیکن یہ سخن بندۂ عاجز کا رہے یاد
اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو!

اکبر الہ آبادی

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل ۔
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم
(۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ر مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۸۱ ۲ مورخہ ۷ر ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۶۷۹-۲-DD۹ مورخہ ۲۴ر اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM۲/۴۰-۱۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ر مارچ ۱۹۶۷ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا